لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

(ماہنامہ اردو)

ریویو آف ریلیجنز

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۳ | ماہ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ نومبر ۱۹۴۴ء | عدد ۱۱

فہرست مضامین

مسئلہ کفارہ

کیا ہم سب ایک آدم کی اولاد ہیں ؟

بنائے فاسد علی الفاسد

از جناب پیر صلاح الدین صاحب ای۔ اے ۔سی ۔ ملتان

مسئلۂ کفارہ کی بنیادی اینٹ یہ ہے ۔کہ ہم سب آدم[1] کی اولاد ہیں ۔ اور چونکہ آدم نے گناہ کیا اس لئے گناہ ہمیں ورثتاً ملا ۔ اور ہم گناہ نہ کرتے ہوئے بھی گنہگار ٹھہرے[2] ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

پس اگر یہ ثابت ہو جائے ،کہ ہم سب دراصل آدم کی اولاد ہی نہیں تو مسئلہ کفارہ کی خشتِ اول غلط ہونے کی وجہ سے اس کا سب تانا بانا ٹوٹ جاتا ہے ۔اور اس کی ساری عمارت بے بنیاد ہو کر زمین پر آ رہتی ہے ۔ سو ہم ذیل میں اہلِ کفارہ کے اِس دعویٰ کو کہ تمام بنی نوعِ انسان آدم کی اولاد ہیں

عقل اور بائیبل کی روشنی میں پرکھتے ہیں

(ا) جہاں تک عقل کا تعلق ہے (اگرچہ عیسائی صاحبان اس کا استعمال مذہب میں چنداں

---

[1] اس مضمون میں جہاں جہاں "آدم" کا لفظ " " کے درمیان لکھا گیا ہے وہاں اس سے مراد وہ آدم ہے کہ جس کے شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھانا بائیبل نے بیان کیا ہے اور جو ابراہیم اور نوح کا باپ تھا۔

[2] دیکھو "Creation" مصنفہ J. F Rutherford صہ ۱۲۶

جائز نہیں سمجھتے[۱]) وہ اِس دعوے کو کہ تمام نسلِ انسانی "آدم" کی اولاد ہیں سراسر جھٹلاتی ہے۔

بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ "آدم" آج سے ۵۹۰۹ سال پہلے پیدا ہوا[۲] ہے۔ اور اس کے ۱۰۵۶ برس بعد نوح پیدا ہوا۔ (پیدائش ۵ ب)

---

[۱] پولس کہتا ہے :- "دنیا کی حکمت خدا کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ وہ حکیموں کو ان ہی کی چالاکی میں پھنسا دیتا ہے۔ اور یہ بھی کہ خداوند حکیموں کے خیالوں کو جانتا ہے کہ باطل ہیں۔"

(۱۔ کرنتھیوں ۳/۱۹۔۲۰)

"بہت حکمت میں بہت غم ہے۔ اور علم میں ترقی دُکھ کی فراوانی ہے۔" (واعظ ۱/۱۸)

جب عقلی دلائل کے مقابل میں عیسائی لوگ عاجز آجاتے ہیں تو بڑی سادگی سے یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں۔ گویا مذہب کی بُنیادیں اِس قدر لغو اور سُست اور کمزور ہیں کہ جہاں کہیں عقل کا دباؤ پڑا وہ زمین میں دھنس کر رہ گئیں یا ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔ اور مذہب صرف اُنہی احمق اور بیوقوف لوگوں کے لئے رہ گیا ہے کہ جنکی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور وہ اُس کو استعمال نہ کرنے پر مجبور ہیں اور نہ اُن کو عقل سے کوئی واسطہ ہے اور نہ عقل کو اُن سے کوئی سروکار۔ بلکہ اوّل درجہ کے کودن اور غبی اور جاہل ہیں۔ اور وہ مذہب میں اس لئے پکّے ہیں کہ عقل کے بالکل کچے ہیں۔

[۲] نوح جو کہ "آدم" کی دسویں پُشت میں تھا، "آدم" کی پیدائش کے ۱۰۵۶ سال بعد پیدا ہوا۔

(پیدائش ۵ ب)

نوح کو چھوڑ کر ابراہیم اس کی دسویں پُشت میں پیدا ہوا، اور نوح کی پیدائش کے ۸۹۰ سال بعد پیدا ہوا۔ (پیدائش ۱۱ ب)

یعنی "آدم" کی پیدائش کے ۱۰۵۶ + ۸۹۰ = ۱۹۴۶ سال بعد۔

اور ابراہیم ۱۰۰ سال کا تھا۔ جب اضحٰق پیدا ہوا۔ (پیدائش ۱۷ ب، ۱۷/۲۱، ۲۱/۵)

اور اضحٰق ۶۰ سال کا تھا جب اسرائیل پیدا ہوا۔ (پیدائش ۲۵/۲۶)

اور جس وقت اسرائیل مُلک مصر میں آیا اس کی عمر ۱۳۰ سال تھی۔ (پیدائش ۴۷/۹)

اور بنی اسرائیل مُلک مصر میں ۴۳۰ برس رہے (خروج ۱۲/۴۱)

گویا ابراہیم کی پیدائش سے خروج تک (۱۰۰ + ۶۰ + ۱۳۰ + ۴۳۰) = ۷۲۰ برس ہوتے ہیں اور پیدائش "آدم" سے (۱۹۴۶ + ۷۲۰) = ۲۶۶۶ برس۔ (نیز دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹینکا ب ۳ صفحہ ۲۶)

اور جب کہ نوح چھ سو برس کا تھا (پیدائش ۷:۶) ایک زبردست طوفان آیا جس میں کہ سوائے نوح، اس کی بیوی اور اس کے تین بیٹوں اور تین بہوؤں کے باقی سب انسان "جو روئے زمین" پر تھے ہلاک ہو گئے (پیدائش باب ۷، ۸ و متی ۲۴:۳۹ و لوقا ۱۷:۲۷ و پطرس ۳:۶) اور اس طوفان کے بعد کہ جو آدم کی پیدائش کے (۱۰۵۶ + ۶۰۰) = ۱۶۵۶ سال کو آیا (Creation" By J. F. Rutherford" P:105 V.7 و انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ب ۳ صفحہ عنوان بائیبل) اور ایک سال رہا (پیدائش ۸:۱۳) یعنی ۱۶۵۷ ب۔آ کو نسل انسانی نئے سرے سے صرف نوح کے ان بیٹوں سے چلی۔ (پیدائش ۹:۱۹)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳ زیر عنوان بائیبل؛

حضرت موسیٰ اسرائیلیوں کو ۱۲ صدی قبل مسیح میں مصر سے لیکر نکلے تھے۔

پس آدم ۲۶۶۶ + ۱۲۰۰ = ۳۹۶۶ ق۔م میں ہوا۔ اور مسیح کو ہوئے ۱۹۴۳ سال ہوتے ہیں۔

گویا پیدائش آدم سے اس وقت تک ۳۹۶۶ + ۱۹۴۳ = ۵۹۰۹ برس ہوتے ہیں۔

اس جگہ ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں، کہ عام طور پر عیسائیوں میں پیدائش آدم ۴۰۰۴ ق۔م میں سمجھی جاتی ہے۔ اور ریفرنس بائیبلز میں یہی درج ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے۔ یہ کسی علمی تحقیق پر مبنی نہیں۔ بلکہ پیدائش عالم کے متعلق مختلف روایات میں سے یہ بھی ایک روایت ہے جسے آرک بشپ اشر (Usher) کی منظوری کا شرف حاصل ہونے کی وجہ سے عام قبولیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس بارہ میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے، کہ یہودیوں کے کیلنڈر کی رو سے جسے کہ وہ ابتدائے آفرینش سے شمار کرتے ہیں۔ آدم ۳۷۶۰ برس اور تین ماہ ق۔م میں ہوا۔ اور آجکل ان کا (۳۷۶۰ + ۱۹۴۳) = ۵۷۰۳ سن چل رہا ہے۔ (ان کا نیا سال یعنی ۵۷۰۴ھ ۸ ستمبر ۱۹۴۳ء کو شروع ہوگا۔)۔ (دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر عنوان کیلنڈر)

غرضیکہ ہمارے شمار سے عام عیسائی نظریہ کا صرف ۲۸ برس کا فرق ہے اور یہودی سن کا ۲۰۶ برس کا۔

یہ فرق اگرچہ قطعاً ایسا نہیں جو کہ ان دلائل پر جو اس مضمون میں بیان کئے جائیں گے کسی طرح سے اثر انداز ہو۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی تاریخ بہرحال چار ہزار ق۔م سے کچھ زیادہ اوپر نہیں جاتی لیکن تاہم اہل علم کے فائدہ کے لئے ہم ذیل میں اپنے حساب کی تائید میں بعض زمینی اور آسمانی شہادتیں پیش کرتے ہیں:۔

زمینی شہادت | یہودیوں کے شمار کے مطابق "خروج" ۲۴۴۸ سن میں ہوا ـــــ (دیکھو

گویا دوسرے لفظوں میں طوفانِ نوح کے بعد اب تک ۵۹۰۹ - ۱۶۵۷ = ۴۲۵۲ برس ہوتے ہیں۔ جس میں کہ تمام موجودہ نسلِ انسانی جو کہ دُنیا کے مختلف کونوں میں آباد ہے، معرضِ وجود میں آئی۔

لیکن تاریخ اور سائنس نے اِس بات کو پایۂ تحقیق تک پہنچا دیا ہے۔ کہ نسلِ انسانی آج سے چار یا چھ ہزار سال سے بہت قبل کی ہے۔ اور اِس بارے میں عیسائیت کا اختلاف سائنس اور تاریخ سے اس قدر شدید ہے کہ کوئی مفاہمت کی صورت نظر نہیں آتی۔ اگر ہم بہت ہی تاویل کریں تو اس چار ہزار برس کے عرصہ کو یہ کہہ کر چھ ہزار برس تک بڑھا سکتے ہیں کہ نسلِ انسانی نوح سے نئے سرے سے شروع

بقیہ حاشیہ صہ۴ - The Talmud Selection by H. Polano. P. 10، اور مسیح تک ان کے حساب سے ۳۷۶۰ برس بنتے ہیں۔ پس اِس اعتبار سے خروج ۲۷۶۰ - ۲۴۴۸ = ۱۳۱۲ ق۔م میں ہوا۔ ہمارے اعداد کی رو سے "خروج" ۱۳۰۰ ق۔م میں ہوا۔ اور اِس طرح صرف ۱۲ برس کا فرق رہ جاتا ہے۔

آسمانی شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحفہ گولڑویہ صہ۹۴ پر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عصر تک جو عہدِ نبوت ہے یعنی تیئیس۲۳ برس کا تمام و کمال زمانہ یہ کُل مدت گذشتہ زمانے کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دُنیا سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روزِ وفات تک قمری حساب سے ہیں۔ پس اِس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم الفِ خامس میں جو مریخ کیطرف منسوب ہے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور شمسی حساب سے یہ مدت ۴۵۹۸ ہوتی ہے اور عیسائیوں کے حساب سے جس پر تمام مدار بائیبل کا رکھا گیا ہے ۴۶۳۶ برس ہیں۔ یعنی حضرت آدم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اخیر زمانہ تک ۴۶۳۶ برس ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ قرآنی حساب جو سورۃ العصر کے اعداد سے معلوم ہوتا ہے اور عیسائیوں کی بائیبل کے حساب میں جس کے رُو سے بائیبل کے حاشیہ پر جابجا تاریخیں

[illegible] سلہ میں اِس مضمون کو مکمل کر چکا تھا اور اسکو ایک مجلس میں بیان کر رہا تھا کہ برادرم شیخ عبدالقادر صاحب لائلپوری نے میری توجہ تحفہ گولڑویہ کی عبارت مندرجہ صہ۹۴ کیطرف مبذول کرائی۔ اسکے بعد جب میں نے مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ میرے اعداد و شمار حضور کے کشف کے شمار کیساتھ پوری پوری تطبیق کھاتے ہیں۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ۔

نہیں ہوئی، بلکہ طوفانِ نوح مقامی نوعیت کا تھا اور اس میں ساری انسانی نسل تباہ نہیں ہوئی۔ سو اوّل تو یہ ایسی تاویل ہے کہ اس کو قبول کرکے عیسائی صاحبان کو بہت کچھ اور قبول کرنا پڑیگا۔ جسے کہ قبول کر لینے کے لئے وہ تیار نہیں۔ اور اگر بالفرض اس پر انحصار کر بھی لیا جائے تو بھی مطلب حل نہیں ہوتا۔ کیونکہ بائیبل بہرحال چھ ہزار برس سے اُوپر نہیں جاتی۔ اور اس میں بھی پہلے ڈیڑھ ہزار سال کے عرصہ میں یعنی طوفانِ نوح کے بعد تک کہیں ذکر نہیں آتا، کہ وہ لوگ پھیل کر باہر نکلے ہوں۔ بلکہ ان لوگوں کا سب سے پہلے پراگندہ ہونا اس وقت بیان کیا جاتا ہے۔ جبکہ طوفان کے بعد ان لوگوں نے بُرج بنانے کی مہم کا آغاز کیا۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کی زبان میں اختلاف ڈال کر ان کو وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔" (پیدائش ۱۱/۹) ورنہ اِس سے پہلے وہ سب لوگ ایک تھے۔ اور ان کی زبان بھی ایک ہی تھی۔ (پیدائش ۱۱/۱)

پس بائیبل کے بیان میں کہ نسلِ انسانی آج سے چھ ہزار سال پہلے شروع ہوئی، اور ڈیڑھ ہزار سال تک آرمینیا وغیرہ کے علاقہ میں محدود رہی اور پھر طوفانِ نوح کے بعد نئے سرے سے نوح کے تین بیٹوں سے اس کا آغاز ہوا۔ اور یہ پھیل کر مختلف طبقات الارض میں پہنچی۔ زیادہ تصرف کی گنجائش نہیں، اور یہ بیان ہر حالت میں علومِ حاضرہ سے ٹکراتا ہے۔ طوفانِ نوح ۲۴۰۹ ق-م میں وقوع پذیر ہوا اور آدم ۳۹۶۶ ق-م میں ہوا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۔ لکھتے ہیں صرف اٹھتیس [۳۸] برس کا فرق ہے۔ اور یہ قرآن شریف کے علمی معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے جس پر تمام افرادِ امتِ محمدیہ میں سے خاص مجھ کو جو میں مہدی آخر الزمان ہوں اطلاع دی گئی ہے۔ تا قرآن کا یہ علمی معجزہ اور نیز اس سے اپنے دعویٰ کا ثبوت لوگوں پر ظاہر کروں۔"

اِس کشف سے معلوم ہوا کہ آدم رسول صلعم کی وفات سے ۴۵۹۸ برس پہلے ہوا۔ اب رسول صلعم ۶۳۲ء میں فوت ہوتے ہیں۔ گویا اِس حساب کی رُو سے آدم ۴۵۹۸-۶۳۲=۳۹۶۶ ق-م میں ہوا۔ بیشک عیسائی مشن کی ریفرنس بائیبل کے اعتبار سے آنحضرت کی وفات تک ۴۰۰۴+۶۳۲=۴۶۳۶ برس بنتے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۵)

مگر جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے، یہ اعداد و شمار کسی تحقیق پر مبنی نہیں اور ان زمینی اور آسمانی شہادتوں کے مقابلہ پر جو کہ ہم نے پیش کیں کوئی وقعت نہیں رکھتے ؛

اب ملاحظہ فرمائیے تاریخ آثارِ قدیمہ اور انسانیات (Anthropology) کی شہادتیں۔
۱۔ سارگون اوّل نے ۲۷۵۰ ق۔م میں ایک وسیع سلطنت خلیج فارس سے لے کر بحیرہ روم تک قائم کی، اور بابل کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ (A Short History of the world by H.G. wells ch.
۲۔ جزیرہ کریٹ کی تاریخ مصر کی تاریخ جتنی قدیم ہے۔ ۴۰۰۰ ق۔م میں ان دونوں ملکوں کی آپس میں تجارت زور شور پر تھی۔ (Ditto chapter XVI)

گویا جس وقت "آدم" پیدا ہوا، اُس وقت مصر اور کریٹ میں اس قدر آبادی تھی کہ وہ لوگ کثرت سے تجارت کیا کرتے تھے۔

۳۔ میسوپوٹیمیا سے ایسی دستاویزات دستیاب ہوئی ہیں جنکے متعلق اچھے خاصے وثوق کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ۴۵۰۰ ق۔م کی ہیں۔
(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ۵ ص ۳۱۱ زیرعنوان Chronology)

۴۔ مسیح سے چھ ہزار یا سات ہزار سال قبل ایشیاء کے زرخیز علاقوں اور نیل کی وادی میں نیم مہذب قومیں پائی جاتی تھیں۔ (Short History by wills chapter: XV)
(گویا آدم" جو کہ ۳۹۶۶ ق۔م میں ہوا کی پیدائش سے دو تین ہزار سال پہلے)

۵۔ اہرام مصر میں سے کئی چار ہزار سے زائد قبل مسیح کے ہیں۔ چنانچہ:۔
(۱) Medum میں شاہ Sneferu کا ہرم ۴۷۵۰ ق۔م کا ہے
(۲) Gizeh میں شاہ Khufu کا ہرم ۴۷۰۰ ق۔م کا ہے
(۳) Gizeh میں شاہ Khafra کا ہرم ۴۶۰۰ ق۔م کا ہے
(۴) اور Gizeh میں شاہ Men Kawa کا ہرم ۴۵۵۰ ق۔م کا ہے
(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ۲۲ ص ۶۸۵ عنوان "Pyramids"

۶۔ "مصر اور بیبلیوں کے آثارِ قدیمہ سے یہ امر یقینی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ انسان کا وجود زمین پر ۴۱۵۷ یا ۵۳۲۸ ق۔م سے بہت پہلے ظاہر ہو چکا تھا۔" (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۳ ص ۸۶۶ عنوان "بائبل"

۷۔ ۴۴۷۷ ق۔م میں شاہ مین (Menes) جو کہ مصری خاندان کا پہلا بادشاہ تھا ہوا۔
(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۳ ص ۸۶۸ عنوان "بائبل"

۸۔ ماہرین کا خیال ہے کہ امریکہ کی آبادی بھی جو کہ سب سے آخر میں قائم ہوئی آج سے تقریباً دس ہزار سال قبل کی ہے (یعنی "آدم" سے چار ہزار سال قبل کی)۔ (Ditto -: Chepter XIII)

۹۔ مصر کے سلسلۂ سلاطین کی تاریخ تین ہزار سال ق۔م سے پہلے شروع ہوتی ہے۔ اکثر مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ سلسلہ ۳۳۰۰ ق۔م سے شروع ہوتا ہے۔ ۱۸۹۵ء میں sir william Flinders نے Naguda میں ایک مقبرہ دریافت کیا جو کہ سلسلۂ سلاطین سے ماقبل زمانہ کا تھا۔ اس ماقبل زمانہ کے لئے ۱۲۰۰ سال کا عرصہ اندازہ کیا گیا ہے۔ گویا اس طرح مصر کی ماقبل از سلسلۂ سلاطین تاریخ (Predynastic) ۴۵۰۰ ق۔م سے شروع ہو کر ۳۳۰۰ ق۔م تک دریافت ہو گئی۔

۱۹۲۵ء میں مسٹر اور مسز برٹن کی Badari District میں کی گئی تحقیقات سے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ گیا کہ اس جگہ ایسے مقابر وغیرہ ہیں، جو کہ یقیناً Predy nastic زمانہ سے پہلے کے ہیں۔ مسٹر برٹن کے نزدیک، وہ تقریباً ۵۰۰ سال قدیم تر ہیں۔ گویا اس طرح تاریخ مصر ۵ ہزار برس ق۔م تک دریافت ہو گئی۔

۲۸-۱۹۲۷ء و ۲۹-۱۹۲۸ء میں مسٹر اور مسز برٹن کی محنت شاقہ نے اس سے بھی قدیم تر تہذیب یعنی Tasian تہذیب کا پتہ چلایا۔ جو کہ ساڑھے پانچ ہزار سے پانچ ہزار سال ق۔م میں ہوئی۔ یہ لوگ گاؤں میں رہتے، کھیتی باڑی کرتے، آٹا پیستے، کپڑے سیتے اور مٹی کے برتن بناتے تھے۔"

(New Discoveries Relating to the Antiquity of Man by sir Artben Keith. Page 225 — 227)

۱۰۔ "دس ہزار سال ق۔م میں مصر میں مٹی کے برتن اور تانبہ کے پن اور تیسہ وغیرہ کا استعمال پایا جاتا تھا۔ اور یہ لوگ شمال اور مشرق کے دور دراز علاقوں میں تجارت کیا کرتے تھے۔"

(Environment, Race & Migratiu by Griffith Taylor Page: 140)

۱۱۔ آپرٹ (oppert) نے دریافت کیا ہے کہ مصر میں ۱۳ ہزار برس سے بھی پہلے ایک تمدنی اور سیاسی لحاظ سے ترقی یافتہ قوم کے آثار پائے جاتے ہیں۔

(Encyclopeidia of Relign & Eithics Ethnology v. 5. Page 525.)

۱۲۔ پروفیسر پٹری (Petrie) نے ۱۸۹۷ء میں Nenkhet Pitta بادشاہ کا بُت دریافت کیا جو کہ ۴۷۰۰ ق۔م میں ہوا۔ اس سے بھی قدیم تربت شاہ Eushags agna کا ہے۔

جس نے کہ بیلیون پر ۳۲۵۰۰ ق م میں حکومت کی۔

(Encyclopedia of Relign & Ethics Ell. motoy V. 5.
Page: 525)

۱۳۔ "فلسطین کی غاروں سے تیس ہزار سے دس ہزار ق م تک کی انسانی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ جیسا کہ علمائے انسانیات کا خیال ہے کہ مو اخر الذکر زمانہ میں انسان غاروں کو چھوڑ کر سطح پر آباد ہونے شروع ہوئے۔ اس کی وجہ کھیتی باڑی کے علم کا دریافت ہونا تھی"

(New Discoveries _ Page: 25)

۱۴۔ طبقات الارض، غاروں اور تمدن کی شہادتوں پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مور اوی Mammoth Hunters (میمتھ جو کہ فیل کی قسم کا ایک جانور تھا کا شکار کرنے والے لوگ) آج سے ۱۵ ہزار سے ۲۰ ہزار سال قبل ہوئے۔ ممکن ہے وہ اس سے بھی ۵ ہزار سال قبل ہوئے ہوں۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ وہ اس سے ۵ ہزار سال بعد میں ہوئے ہوں۔ (New Discoveries P: 375)

۱۵۔ Cro - magnon نسل یورپ میں آج سے بیس یا تیس ہزار برس قبل داخل ہوئی۔

(Environment Race & Migration P: 160, And
Evolution By Vernow Kellogg Ch: XII: P: 230)

۱۶۔ Cromagnon لوگ جو کہ چٹانوں اور غاروں پر کثرت سے حیوانات کی تصویریں نقش کرتے تھے آج سے تقریباً ۲۵ ہزار برس پہلے ہوئے ہیں۔

(World History - The Growth of Western Civiliza-
tion by R. F Lenley & W. N Weech: P. 1)

۱۷۔ میور (Reid Meur .J) اور بعض دوسرے ماہرین کے مطابق عہد حجری چالیس ہزار سال قبل سے پہلے ختم نہیں ہوتا۔ بہرحال اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ یہ زمانہ ۲۰ سے ۴۰ ہزار سال قبل کا ہے تو ہم امکان کی حدود سے تجاوز نہیں کریں گے۔ (New Discoveries: Page: 181)

۱۸۔ فرانس اور سپین میں ایسے ہتھیار اور نقوش اور انسانی ہڈیاں دریافت کی گئی ہیں جو کم از کم تیس ہزار سال پرانے ہیں (A Short History of the World by H.G. Wells ch: XII)

۱۹۔ Neandarthal نسل مصر میں آج سے ۴۰ ہزار برس قبل آباد تھی۔

(Environment R. & M. P: 138)

۲۰۔ Neanderthal نسل یورپ میں ۱۲۵،۰۰۰ ق۔م سے ۲۵،۰۰۰ ق۔م تک آباد رہی ۔

(Env: R. & H. P: 159)

۲۱۔ حبشی (Negro) منطقہ حارہ میں ایک لاکھ سال سے آباد ہیں۔ (Env: R. & Mig: P. 133)

۲۲۔ جنوبی افریقہ میں Harts کی وادی میں ایک لاکھ بیس ہزار برس قبل انسان بود و باش رکھتے تھے۔

(New Discoveries P: 40)

۲۳۔ Australasia میں ایک انسانی سر جسے Talgai skull کہتے ہیں دریافت ہوا ہے۔ جو کہ ڈیڑھ لاکھ سال پُرانا ہے۔

(Envirenment Race & Migration P: 98)

۲۴۔ پیکنگ (Peking) سے جو انسانی ہڈیاں دریافت ہوئی ہیں، وہ ان لوگوں کے کوائف کی آئینہ دار ہیں جو کہ پُرانی دُنیا کے مشرق بعید میں اڑھائی لاکھ سال قبل رہتے تھے۔

(New Discoveries P. 27)

میلکم بر (Malcolm Burr) جو کہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے ڈاکٹر آف سائنس ہیں اپنی کتاب Quest and Conquest میں Pekin man کا زمانہ ۵ لاکھ سال قبل بتلاتے ہیں۔ (یہ کتاب ایف۔ اے کا انگریزی کا کورس ہے)

۲۵۔ "آج سے اڑھائی لاکھ سال قبل جغرافیائی کنٹرول انسان اور حیوان پر تقریباً یکساں تھا"

(Encyclopaedia Britanica Anthropology- Page: 42)

۲۶۔ جدید ترین (Pleistoene) زمانہ میں جو کہ آج سے دو سے تین لاکھ سال پہلے ہوا ہے، انسانی تمدن قدیم حجری عہد اور جدید حجری عہد کے دور میں سے گذرا۔

(Encyclopaedia of Relign & Etheis Ethnology V.5. Page 574)

۲۷۔ قدیم یورپ کی تلاش و تجسس سے انسان کے وجود کا سراغ "جدید ترین" Pleistoene سے "جدید تر" (Plio cene) زمانہ تک یعنی تین سے چار لاکھ برس تک مل گیا ہے۔

(New Discoveries. P. 245)

۲۸۔ Piltdown Man an Dawn Man of Sussex, England آج سے چار لاکھ سال پہلے ہوا ہے۔ ("Evolution" Ch: XII P: 227)

۲۹۔ آج سے پانچ لاکھ سال پہلے (Black Races) سیاہ نسلیں مختلف طبقات الارض میں منتشر ہوئیں اور مشہور Alpine Races آج سے ایک لاکھ سال پہلے وجود میں آئیں۔
(Env: Race & M.: P. 267)

۳۰۔ "دنیا کی عمر پندرہ سو ملین اور چونتیس سو ملین سال کے درمیان ہوگی۔ باعتبار اوسط دو ہزار ملین سال اس کی عمر کا تعین کرنا زیادہ صحیح ہوگا۔ دُنیا کی یہ عمر تاریخی عہد سے ایک لاکھ گنا اور مسیح عہد سے دس لاکھ گنا زیادہ ہے۔ ان اعداد سے صحیح تناسب معلوم نہیں ہوتا صحیح اندازہ کے لئے فرض کرو کہ زمین کی عمر ایک ایسی کتاب ہے جس میں ۵۰۰ صفحات ہیں اور ہر صفحہ پر ۳۰۰ لفظ ہیں اور ہر لفظ میں اوسطاً چھ حرف ہیں تو ہمارا تاریخی عہد اس کتاب کے آخری لفظ کے برابر اور مسیحی عہد صرف آخری حرف کے برابر ہوگا۔" (Through Time & Space مصنفہ Sir James Jeans۔ اردو ترجمہ سیر کائنات ص ۵۳/۵۴)

۳۱۔ وکٹوریہ کے عہد میں شمرلنگ (Schmerling)، بوچ (Boucke) اور ڈی پیرتھس (De Per thes) وغیرہ ماہرین انسانیات نے آثار قدیمہ سے ایسی شہادتیں مہیا کیں کہ جنکے پیش نظر عیسائیت کا نکتہ نظر کہ نسل انسانی صرف چھ ہزار سال سے معرض وجود میں آئی ہے پاش پاش ہوگیا۔ اور قدامت پسندوں کو بادل ناخواستہ اپنی شکست کو تسلیم کرنا پڑا۔ اور ان کے روایتی دلائل کی آثار قدیمہ کی ٹھوس اور متواتر شہادتوں کے آگے کچھ پیش نہ چلی۔ یہ معلومات (عیسائی) مذہب کی بُنیادوں پر ایک کاری ضرب تھیں۔ لیکن نژادِ نو نے انسان کی قدامت کو حقیقتِ مشتبہ کی طرح قبول کرلیا، اور وہ چیز جو کسی وقت کفر والحاد سمجھی جاتی تھی، آجکل ایک ثابت شدہ سچائی ہے۔
(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۶ ص ۳۰۲۔ زیر عنوان "Chronology")

علاوہ اِن زبردست شہادتوں کے جو ہم ابھی ابھی بیان کر آئے ہیں، اگرچہ یہ قبول کرلیا جائے، کہ سب بنی نوع انسان ایک ہی اصل اور ایک ہی نسل سے ہیں، پھر بھی (Ecology) "علم ماحول" اور (Ethnology) "علم الاقوام" کے علوم کے پیش نظر کسی صورت میں یہ باور نہیں کیا جاسکتا کہ مختلف اقوام کے رنگ و لون، ان کے بالوں اور ان کی ہڈیوں کا فرق (Anthropometry) چار ہزار یا چھ ہزار برس کی قلیل مدت میں ظاہر ہوگیا۔ اور تاریخ اور آثار سے یہ امر ثابت ہے، کہ مختلف اقوام کے درمیان رنگ دلون وغیرہ کا یہ فرق کوئی تازہ واقعہ نہیں، بلکہ یہ فرق تہذیب کے دَور کی ابتداء سے بھی قبل کا منصۂ شہود پر آچکا

سے ہے؎۱ ۔

"علم الاقوام" (Ethnology) کے علماء کا کہنا ہے، کہ قوموں میں یہ فرق قرنہا قرن ایک خاص ماحول اور خطہ میں بود و باش رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ Griffith Taylor اپنی کتاب Envirornment, Race & Migration میں لکھتے ہیں:۔

"In almost every case these dark races have lived for untold ages in hot climates and have perhaps hardly varied their climatic environment since their original arrival, millennia ago, in the tropics of the old World."

یہی مصنف اپنی ایک سابق کتاب Environment & Race ص۳۳ پر لکھتے ہیں:۔

"There is no doubt that a change in the skin coloration would only be made permanent by a very long sojourn in the suitable habitat"

اور اس بات پر کہ یہ فرق ہزارہا ہزار برس کے عرصہ میں جا کر ظاہر ہوتا ہے، ایک بہت زبردست شہادت یہ ہے کہ قطب شمالی جیسے سرد ترین ملک میں Brown Eskimo؎۲ پائے جاتے

؎۱ "We know that the races were differentiated before the dawn of civilization." (Environment, Race, & Migration by Griffith-Taylor Page 8:

؎۲ Environment, Race, and Migration, Page: 53.

گرفتہ ٹیلر اپنی کتاب Environment & Race کے ص۳۳-۳۴ پر لکھتے ہیں:۔

"اگر ہم یہ مان لیں کہ سیاہ بھورے رنگ کے اسکیمو ۔ ۔ ۔ ۔ ایک لمبا عرصہ امریکہ کے

ہیں اور شمالی ہندوستان جیسے گرم ملک میں سفید رنگ کے لوگ پائے جاتے ہیں[۵]۔ اگر آب و ہوا اور ماحول کا اثر قلیل مدت میں رنگ پر اثر انداز ہو سکتا تو Eskimos کے رنگ Brown کی بجائے سفید اور سرخ ہونے چاہیئے تھے۔ اور شمالی ہندوستان کے سب لوگ سیاہ فام ہونے چاہیئے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ اِن لوگوں کو اِس خطہ میں آباد ہوئے ابھی تک اتنا لمبا عرصہ نہیں گذرا جو کہ اُن کی شکل و شباہت کو بدلنے کے لئے ضروری تھا۔

اور اگر اب بھی کوئی ہٹ دھرمی کی راہ سے یہ کہے کہ ہڈیوں اور رنگ کا فرق جغرافیائی اور تمدنی فرق کے ساتھ بہت جلد وقوع پذیر ہو جاتا ہے، تو اُسے لازم ہے کہ اُس کا کوئی ثبوت بہم پہنچائے۔ ہم اِسی زمانہ میں دیکھتے ہیں کہ انگریز قوم کے لوگ آسٹریلیا اور امریکہ میں جا کر آباد ہوئے، مگر جغرافیائی اثرات نے اب تک جو کہ ڈیڑھ صدی کا عرصہ ہے ان کے رنگ و لون اور شکل و شباہت پر کوئی ممتاز اثر نہیں کیا۔ اسی طرح جیسا کہ ڈارون اپنی کتاب Descent of Man (۱۹۰۹) صفحہ ۲۹۹ پر بیان کرتا ہے۔ بعض ڈچ خاندان متواتر تین سو سال سے جنوبی افریقہ میں آباد ہیں، لیکن ان کے رنگ و لون میں سر مو فرق نہیں آیا۔

پس اِس بات میں کسی صاحب الرائے کو کلام نہیں ہو سکتا، کہ ماحول اور آب و ہوا اور بود و باش کا ایسا اثر جو قوموں کو ایک دوسری سے بلحاظ شکل و شباہت کے ممیز کر دیتا ہے، ایک طول طویل مدت میں جا کر ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ بات ایسی صاف اور واضح ہے، کہ مشہور پادری ولیم جی بلیکی بھی اپنی کتاب "تاریخ بائیبل" میں اسے تسلیم کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جبکہ ایک طرف ہم یہ دیکھتے ہیں، کہ یہ فرق ہزارہا ہزار برس میں جا کر ظاہر ہوتا ہے اور دوسری

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۔ معتدل علاقہ میں رہنے کے بعد منطقہ باردہ میں نسبتاً قریب زمانہ میں آباد ہوئے۔ تب اُن کے رنگ و لون کی بے آہنگی کی توجیہہ کرنے میں جو مشکلات پیش آتی ہیں، وہ کافی حد تک دُور ہو جاتی ہیں۔"

[۵] Environment and Race, Page: 33.

[۶] بعض لوگوں کی یہ رائے ہے، کہ موجودہ مختلف قوموں میں ایسے فطرتی اور طبعی فرق پائے جاتے ہیں، جو اِس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ قومیں ابتدا ہی سے جُدا جُدا پیدا ہوئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سفید رنگ اور تیز طبع انگلو سکسن اور سیاہ فام اور کاہل مزاج حبشی اور زعفرانی

طرف یہ دیکھتے ہیں کہ "آدم" کے زمانہ سے یہ فرق موجود چلا آتا ہے (بلکہ آدم" سے ہزارہا برس قبل کی جو ہڈیاں ملتی ہیں ان میں بھی یہ فرق نمایاں ہے۔) تو لازماً ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے، کہ آدم" سے بھی ہزارہا برس قبل مختلف اقوام مختلف طبقات الارض میں سکونت پذیر تھیں۔ اور "آدم" کسی طور سے نسل انسانی کا موجد نہیں اگر آدم" کو نسل انسانی کا موجد مانا جائے تو ماننا پڑیگا کہ قوموں کے درمیان فطرتی اور طبعی اختلافات کے پیدا ہونے کے لئے ایک لمبا زمانہ تو درکنار ایک اقل قلیل مدت بھی دستیاب نہیں ہوتی۔ کیونکہ تاریخی اور علم طبقات الارض کی شہادتوں سے خود "آدم" اور اس سے قبل مختلف اقوام کا پایا جانا ثابت ہے۔

اور اگر بالفرض تاریخ کی شہادت کو یک قلم فراموش بھی کر دیا جائے، اور ایک لمحہ کے لئے یہ قبول کر لیا جائے کہ صرف ۱۹۴۴ء ہی میں قوموں میں رنگ وبُو کا یہ فرق ظاہر ہُوا ہے تو بھی عیسائی نظریہ کے مطابق زیادہ سے زیادہ چھ ہزار سال کا عرصہ بنتا ہے، کہ جس میں یہ فرق ظاہر ہُوا۔ اور یہ اتنی قلیل مدت ہے کہ کوئی سائینسدان یہ قبول نہیں کر سکتا کہ اس میں ایک ہی نسل کے لوگوں میں تمام وہ فرق پیدا ہو گئے جو کہ ہم آسٹریلیا، افریقہ، ایشیا، یورپ و امریکہ اور جاپان کی قوموں میں دیکھتے ہیں۔

پس اس شہادت کی روشنی میں ہم بہرحال یہ ماننے پر مجبور ہیں، کہ نسل انسانی "آدم" سے ہزاروں برس قبل کی موجود ہے۔

مندرجہ بالا حقائق اس بات پر قطعی اور حتمی طور پر دال ہیں، کہ نسل انسانی آدم" سے بہت پہلے کی معرض وجود میں آچکی ہے۔ ذیل میں ہم ایل۔ اے۔ ویڈل جو کہ (Anthropology) "انسانیات"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۔ اور تانبے کے سے رنگ والی قومیں جو ایشیا، آسٹریلیا اور امریکہ میں پائی جاتی ہیں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ اس بات کیساتھ بہت سی مشکلات وابستہ ہیں تاہم اگر اس بات پر غور کریں کہ انسان اور حیوان پر آب و ہوا، غذا، تعلیم اور کاروبار کے اختلاف کا بڑے بڑے زمانوں کے عرصے میں کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور اس کیساتھ اس بات کو بھی نظر انداز نہ کریں کہ وہ اسباب جن سے یہ فرق پیدا ہوتے ہیں ابتداء میں بہ نسبت اُس زمانہ کے زیادہ زورآور اور کارگر تھے۔ جیسا کہ وہ اسباب زیادہ مؤثر تھے، جن کے سبب سے لوگوں نے مختلف زبانیں وضع کرکے انہیں استعمال کرنا شروع کیا۔ تو ہم نوشتوں کی اُس گواہی کو جو تمام بنی آدم کے ہم اصل اور ہم نسل ہونے کے بارے میں پائی جاتی ہے تجربہ کے برخلاف نہ پائیں گے۔" (تاریخ بائیبل صفحہ ۳۲)

کے مشہور عالم ہیں کی تحقیق جو کہ آپ نے اپنی کتاب The Makers of Civilisation
میں رقم فرمائی ہے پیش کرتے ہیں جس کی رو سے یہ معلوم In Race and History
ہوتا ہے کہ :-

آدم پہلا آدمی نہیں بلکہ پہلا سموری بادشاہ ہے

ویڈل کی تحقیق

میسوپوٹیمیا سے ایک پتھر کا پیالہ برآمد ہوا ہے، جس پر کہ سموری زبان میں لکھا ہوا ہے۔ کہ :-

"یہ شاہ ساگ (یا در) اندر، آدر، ادم ....) کے لئے udu (اُدو) شاہ شہر کش نے جو Enuzuzu کا بیٹا جو کہ Gin کا بیٹا ہے نے رکھا ہے۔" (ص۹۶)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پیالہ پر تحریر کرو انے والا udu بادشاہ ہے۔ اور وہ اپنے پردادا کی یادگار کے طور پر اُسے دفن کرتا ہے۔ اور اُدو کا باپ Enuzuzu اور اس کا Gin اور اس کا ساگ یا ادم ہے۔

اب اگر عبرانی آدم کا نسب نامہ ملاحظہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آدم کا بیٹا قائن (Gin) اور اسکا حنوک (Enuzuzu) [۱] یا نوح اور اس کا یافت یا (udu) ہے [۲]۔

اس جگہ اہلِ نظر سرسری نظر دیکھنے سے بھی یہ معلوم کرلیں گے کہ سموری اور عبرانی فہرستوں میں دراصل ایک ہی سلسلہ کا ذکر ہے۔

ساگ (جو کہ اس کے خطابات میں سے ایک ہے) یا ادم کا بیٹا Gin بیان ہوتا ہے۔ Gin کا لفظ عبرانی میں Qin لکھا جاتا ہے۔ اور یہ قائن کے بالکل قریب ہے۔ علاوہ اس کے Gin کے متعلق یہ بیان آتا ہے کہ اس نے سب سے پہلا شہر میسوپوٹیمیا میں بنایا (ص۹۶) اور یہی بیان قائن کے متعلق آتا ہے۔ (پیدائش ۴/۱۷)

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا ببلیکا ص۲۷ ۶ میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ حنوک ہی نوح تھا۔

[۲]
آدم = ادم
Qin قائن = Gin
unu or Enuzuzu = حنوک
udu = یافت

اور تمام علماءِ بائیبل اِس بات پر متفق ہیں، کہ قائن کا آباد کردہ شہر قدیم سموری بندرگاہ Unnuk ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا بیبلیکا F. ۶۲۳)؛ پھر قائن کو بائیبل میں Aish یا Aysh (پیدائش ۴) کہا گیا ہے اور سموری Gin کا خطاب بھی سمنز A آتا ہے (ص ۱۵۲) اور یہ دونو الفاظ مشترک ہیں۔ پس اِن تمام قرائن سے معلوم ہوا کہ دراصل قائن اور سامنیح ایک ہی شخص ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حنوک کا لفظ Enuzuz کے بہت قریب ہے جیسے کہ سموری میں Enu, Enuzu, Unnuska اور Naksha بھی کہہ لیتے ہیں (ص ۱۵۳) پس دراصل یہ دونوں لفظ ایک ہی ہیں۔ اور عبرانی "یافت" کے Sudu ہی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ عبرانی میں یافت کو Y. P. T. یا I. P. T. یعنی Yapat یا Iapat لکھتے ہیں۔ اور Sudu بادشاہ کا خطاب Patesi یعنی Priest King آیا ہے۔ اور Patesi سے Ia-Patesi (Priest King of God Ea) ہوتے ہوتے Iapat بن گیا۔ (ص ۱۵۴) پس اِن فہرستوں کے تطابق سے معلوم ہوا، کہ آدم پہلا سموری[1] بادشاہ تھا نہ کہ پہلا انسان۔ اور کہ عبرانیوں نے اِس کے قصہ کو سموریوں سے ہی خورد برد کیا ہے۔ (ص ۱۳۶)

ہم خداتعالے کے فضل محض سے تاریخ، Anthropology، Archaeology، Ecology، Eathnology وغیرہ علوم کی روشنی میں اِس امر کو ناقابلِ تردید دلائل سے ثابت کر چکے ہیں، کہ "آدم" جو کہ آج سے چھ ہزار برس قبل ہوا، سے بہت پہلے دُنیا میں نسلِ انسانی آباد تھی۔ اور عیسائیوں کا یہ دعوے کہ آدم "نسلِ انسانی کا باپ ہے، ایک طفلانہ خیال سے بڑھ کر نہیں۔

(ب) اب جبکہ ہم دیکھ چکے ہیں، کہ عقل اِس عقیدہ کو کہ ہم سب اسی "آدم" کی اولاد ہیں جو کہ آج سے تقریباً چھ ہزار برس پہلے پیدا ہوا، کسی طرح بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہم ناظرین کی خدمت میں خود بائیبل سے اپنے اِس دعوے کی تائید میں حتمی اور قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں، اور اُن حضرات سے جو کہ عقلی دلائل پر کان نہیں دھرتے امید کرتے ہیں، کہ بائیبل کی اپیل پر ضرور غور فرمائیں گے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ؁

ا۔ بائیبل میں جہاں پیدائشِ عالم کا ذکر ہے، وہاں انسان کی تخلیق کے متعلق لکھا ہے:۔

"پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہہ کی مانند بنائیں اور وہ

---

[1] سموریوں کے متعلق تاحال قطعی فیصلہ نہیں ہوا کہ وہ کون لوگ تھے۔ ممکن ہے کہ Semitic نسل اِن ہی کی ایک شاخ ہو۔ (صلاح الدین)

سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام زمین اور سب جانداروں پر جو زمین پر رینگتے ہیں اختیار رکھیں۔ اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا۔ نر اور ناری ان کو پیدا کیا۔" (پیدائش ۱/۲۶، ۲۷)

"جس دن خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اُسے اپنی شبیہہ پر بنایا۔ نر اور ناری انکو پیدا کیا۔ اور ان کو برکت دی۔ اور جس روز وہ خلق ہوئے ان کا نام آدم رکھا۔" (پیدائش ۵/۱، ۲)

اِن دونوں حوالوں پر معمولی سا غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ تخلیق اوّل صرف ایک آدم تک محدود نہ تھی۔ پہلے حوالہ میں عبارت کی طرز سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ "انسان" کا لفظ بطور اسم نکرہ استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد جنس انسانی ہے نہ کہ کوئی خاص انسان۔ اور حوالہ نمبر ۲ سے تو یہ بات اسقدر واضح اور روشن ہو جاتی ہے کہ عقل سلیم کو انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

"نر اور ناری ان کو پیدا کیا۔ اور ان کا نام آدم رکھا" کے الفاظ اِس بارے میں کوئی شائبہ تک شک کا باقی نہیں رہنے دیتے کہ آدم کوئی ایک خاص وجود نہ تھا بلکہ ایک جنس تھی جو ایک سے زیادہ وجودوں پر مشتمل تھی۔ اور اس میں ذکور و اناث ہر دو اصناف شامل تھے۔

اِس بارے میں ایک ناقابلِ تردید دلیل ہمارے ہاتھ میں یہ ہے کہ عبرانی کی بائیبل میں مذکورہ بالا دونو حوالوں میں "ان کو" کی جگہ او تمام [illegible] کا لفظ اور حوالہ نمبر ۱ میں "وہ" اور "رکھیں" کی بجائے "ویردو" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور یہ دونو الفاظ اپنے صیغہ کے لحاظ سے تثنیہ نہیں بلکہ جمع ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ پیدائش اوّل بہرحال دو سے زائد انسانوں پر مشتمل تھی۔[۵۱]

۲۔ پیدائش ۱/۲ میں جہاں حیوانات وغیرہ کی پیدائش کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہل ان کی پیدائش وسیع پیمانہ پر تھی۔ اور ایک جوڑے تک محدود نہ تھی۔[۵۲] پس جب مطابق بائیبل عام قانونِ قدرت

۵۱ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۱ صفحہ ۱۶۷ پر زیر عنوان آدم لکھا ہے:۔

"لفظ آدم کا استعمال بطور اسم معرفہ کے ایک قدیمی غلطی ہے۔ فی الحقیقت آدم سے مراد نوع انسانی تھی ۔ ۔ ۔ پیدائش ۲/۷ میں معروف عبرانی ماخذ adamah یعنی سطح کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ ہم اِس سوال میں باوجود اس کی اہمیت کے نہیں پڑسکتے کہ پیدائش کی کہانی میں در اصل آدم سے مراد اسم معرفہ نہ تھا۔"

۵۲ "اور خدا نے کہا کہ پانی جانداروں کو کثرت سے پیدا کرے۔ اور پرندے زمین کے اوپر فضا میں اُڑیں۔ اور خدا نے بڑے بڑے دریائی جانوروں کو اور ہر ایک قسم کے جاندار کو جو پانی

کثرتِ تخلیق کی طرف جھکا ہوا ہے۔ پھر یہ کیونکر تصور کر لیا جائے کہ پیدائشِ آدم ایک وجود تک محدود تھی درآنحالیکہ ایسا تصور کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی قرینہ موجود نہیں۔ بلکہ صریح، واضح اور غیر مبہم عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ تخلیقِ آدم بھی باقی حیوانات کی طرح کثرت سے ہوئی۔

۳۔ پیدائش ۴/۱۶،۱۷ میں لکھا ہے:۔

"سو قائن خداوند کے حضور سے نکل گیا۔ اور عدن کے مشرق کی طرف نود کے علاقہ میں جا بسا۔ اور قائن اپنی بیوی کے پاس گیا۔ اور وہ حاملہ ہوئی اور اس کے حنوک پیدا ہوا۔ اور اس نے ایک شہر بسایا اور اس کا نام اپنے بیٹے کے نام پر حنوک رکھا۔"

اِس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آدم کے وقت اور بھی نسلیں دُنیا میں موجود تھیں۔ اگر صرف آدم ہی کی نسل ہوتی تو قائن جو کہ آدم کا پلوٹھا تھا جب اپنے بھائی ہابل کو قتل کر کے نود کی طرف جا بسا تو اوّل تو اُسے بیوی کہاں سے مل گئی۔ دوئم یہ کہ اُس نے اپنے بیٹے حنوک کی پیدائش پر شہر کس طرح بسا لیا۔ شہر تو آدمیوں سے بسا کرتا ہے۔ جب وہ اور اس کی بیوی اکیلے ہی تھے تو انہوں نے شہر بنایا کیونکر اور بسایا کس سے؟

پس یہ ایک زبردست دلیل اِس بات پر ہے، کہ اُس وقت جبکہ نود کے خطہ میں آدم کی نسل میں سے سب سے پہلے قائن گیا تھا، وہاں کثرت سے لوگ موجود تھے، جنہیں متمدن کرنے کے قائن نے اپنے باپ آدم کی تعلیم کے اثر کے ماتحت اُن کے لئے ایک شہر بنایا۔

۴۔ پیدائش باب ۴ میں قائن اور ہابیل جو کہ "آدم" کے پہلے دو لڑکے تھے کی پیدائش کے بعد ذکر ہے، کہ قائن نے ہابل کو قتل کر ڈالا اور اس کی سزا میں جب خدا تعالےٰ نے اُسے حکم دیا کہ "زمین پر تو خانہ خراب اور آوارہ ہوگا۔" (۱۲) تو اُس نے کہا "میں تیرے حضور سے رو پوش ہو جاؤں گا اور زمین

بقیہ حاشیہ صـ۱۷ | سے بکثرت پیدا ہوئے تھے ان کی جنس کے موافق اور ہر قسم کے پرندوں کو اُن کی جنس کے موافق پیدا کیا۔ اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے ۞ اور خدا نے ان کو یہ کہہ کر برکت دی کہ پھلو اور بڑھو۔ اور ان سمندروں کے پانی کو بھر دو اور پرندے زمین پر بہت بڑھ جائیں ۞ اور شام ہوئی اور صبح ہوئی۔ سو پانچواں دن ہوا ۞ اور خدا نے کہا کہ زمین جانداروں کو ان کی جنس کے موافق چوپائے اور رینگنے والے جاندار اور جنگلی جانور ان کی جنس کے موافق پیدا کرے اور ایسا ہی ہوا۔ اور خدا نے جنگلی جانوروں اور چوپائیوں کو انکی جنس کے موافق اور زمین کے رینگنے والے جانداروں کو ان کی جنس کے موافق بنایا اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے ۞" (پیدائش ۱/۲۰ تا ۲۵)

پر خانہ خراب اور آوارہ رہوں گا۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی مجھے پائیگا قتل کر ڈالیگا۔ تب خداوند نے اُسے کہا نہیں بلکہ جو قائن کو قتل کرے اُس سے سات گنا بدلہ لیا جائیگا۔ اور خداوند نے قائن کے لئے ایک نشان ٹھہرایا کہ کوئی اُسے پاکر مار نہ ڈالے۔" (۱۵،۱۴)

بائیبل کے بیان کے مطابق قتل ہابل کے وقت آدم کے صرف یہی دو لڑکے تھے اور کوئی اولاد نہ تھی۔ گویا قتل ہابل کے بعد آدم کی نسل میں سے دُنیا میں صرف قائن موجود تھا۔ پھر قائن کا یہ کہنا کہ "جو کوئی مجھے پائیگا قتل کر ڈالے گا۔" اور خدا تعالےٰ کا اس کے اعتراض کو قبول کرکے یہ کہنا کہ "اس سے سات گنا بدلہ لیا جائیگا۔" کیا معنے رکھتا ہے؟ یقیناً اِس سوال و جواب سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت کثرت سے اور بھی انسان موجود تھے۔ جن کا کہ خوف قائن پر غالب آیا۔ اور جس خوف کو دُور کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے یہ شریعت مقرر فرمائی کہ جو کوئی قائن کو قتل کریگا اُس سے سات گُنا بدلہ لیا جائیگا۔ اور چونکہ آدم سے اس وقت صرف ایک قائن موجود تھا۔ پس ماننا پڑا کہ یہ تمام دوسرے لوگ کہ جن کا خوف قائن پر غالب آیا اور جن کے لئے خدا تعالےٰ نے سزا مقرر کی کسی اور نسل سے تھے۔ پس جب آدم کے علاوہ خود اس کے زمانہ میں اور نسلیں بھی موجود تھیں تو یہ خیال خود بخود باطل ہوگیا کہ آدم ہی تمام نسلِ انسانی کا باپ ہے۔

۵۔ پیدائش ۶ آیت ۱ تا ۵ میں لکھا ہے :-

"جب روئے زمین پر آدمی بہت بڑھنے لگے اور ان کے بیٹیاں پیدا ہوئیں تو خدا کے بیٹوں نے آدمی کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوبصورت ہیں اور جنکو انہوں نے چُنا اُن سے بیاہ کرلیا ۔ . . . ان دِنوں میں زمین پر جبار تھے۔ اور بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے تو اُن کے لئے اُن سے اولاد ہوئی۔ یہی قدیم زمانہ کے سورما ہیں جو بڑے نامور ہوئے ہیں۔"

اِن آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نسلِ انسانی آدم کے علاوہ اور بھی بعض اشخاص کے وجود سے چلی۔ جن کو بائیبل خدا کے بیٹوں کے نام سے تعبیر کرتی ہے[۵]۔

[۵] میرا اپنا خیال اِس حوالہ کے متعلق یہ ہے، کہ یہاں خدا کے بیٹوں سے ابو قائن "آدم" کی نسل مراد ہے۔ کیونکہ اس کی پیدائش خالص خدا کے ہاتھوں سے مانی گئی ہے۔ اور اسی لئے اُسے خدا کا فرزند بھی کہا گیا ہے۔ (لوقا ۳/۳۸) اور آدمیوں سے مراد دوسرے لوگ اور دوسری نسلیں ہیں جو کہ قدیمی آدمیوں کی نسل سے موجود تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب ؁

۴۔ جیسا کہ (The Commentary Wholly Biblical Vol 1. P. 6.
Published, London: Samuel Bagster & Sons. XX
Paternoster Row)
میں لکھا ہے:۔ "بائیبل کی تمام تر دُنیا کیا پرانے اور کیا نئے عہد نامہ کے اعتبار سے ۴۵ درجے عرض بلد شمالی اور خطِ استوا کے درمیان واقع ہے۔"

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں مصر، عرب، عراق، شام، یونان اور روم وغیرہ ممالک کے علاوہ کسی دوسرے مُلک کا ضمناً بھی ذکر نہیں آتا۔ بلکہ اس کے طرزِ بیان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اُن قوموں اور اُن ملکوں کے علاوہ کہ جن کا ذکر اس میں آگیا ہے اُسے دوسری کسی قوم یا مُلک کا پتہ ہی نہیں۔ اور جس طرح قرونِ اُولیٰ کے ہندو ہندوستان ہی کو تمام دُنیا سمجھتے تھے۔ اسی طرح یہ بھی ممالکِ اسرائیلہ اور اس کے ملحقات ہی کو تمام "روئے زمین" تصور کرتی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حوالہ جات اِس امر کی تصدیق کرتے ہیں:۔

(۱) "اور ٹڈیاں سارے مُلکِ مصر پر چھا گئیں ۔ ۔ ۔ انہوں نے تمام رُوئے زمین کو ڈھانک لیا۔ ایسا کہ مُلک میں اندھیرا ہو گیا۔" (خروج ۱۰/۱۵)

(۲) "جب شاہِ بابل نبوکدنضر اور اس کی تمام فوج اور روئے زمین کی تمام سلطنتیں جو اس کی فرمانروائی میں تھیں اور سب اقوام یروشلم اور اس کی سب بستیوں کے خلاف جنگ کر رہی تھیں۔ تب خداوند کا یہ کلام یرمیاہ نبی پر نازل ہُوا۔" (یرمیاہ ۳۴/۱)

پس اگر آدم ہی کی نسل آدم سے یا نوح سے نسلِ انسانی تمام اکنافِ عالم میں پھیلی ہوتی تو بائیبل میں جو کہ ایک لمبے عرصہ پر ممتد ہے[۵]۔ اور اس کے بعض ٹکڑے یقیناً انہی دنوں یا ان کے قریب قلمبند ہو رہے تھے جبکہ وہ لوگ بکھر کر دُنیا میں پھیلنے شروع ہوئے اِس بات کا ضرور ذکر آنا چاہئے تھا۔ لیکن بائیبل کی اس بارے میں متواتر خاموشی نہایت پُرمعنی ہے۔ اور Higher Criticism کے اصول کے ماتحت اِس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ درحقیقت ایسا کوئی واقعہ ظہور پذیر ہُوا ہی نہیں۔

[۵] پادری برکت اللہ صاحب "صحتِ کتبِ مقدسہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ عہد نامہ قدیم کی کتب میں سے پیدائش تا سلاطین، ایوب، یسعیاہ تا حزقی ایل، ہوسیع تا عبدیاہ اور میکاہ تا زکریاہ ۱۳۰۰ ق۔م سے ۴۵۰ ق۔م کے زمانہ میں لکھی گئیں۔ (صفحہ ۲۹) اور باقی کتب ۴۵۰ ق۔م سے ۳۰۰ تک لکھی گئیں۔ (صفحہ ۳۸) بالیقین سب سے قدیمی کتاب طوفانِ نوح کے ۱۰۰۹ برس سے زیادہ مُدت بعد کی نہیں۔ اور ان لوگوں کا پھیلنا بھی کسی اسی زمانہ میں شروع ہُوا۔ کیونکہ شروع شروع میں تو ان کے پھیلنے کے لئے زرخیز ممالک انکے

ابنائے نوح کا ہجرت کر کے کسی دُور دراز ملک کیطرف چلے جانا ایسا واقعہ نہ تھا کہ اُسے بغیر کسی ذکر کے چھوڑ دیا جاتا۔ خصوصاً جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مصنفین بائیبل نے بعض چھوٹے چھوٹے اور غیر ضروری واقعات بھی قلمبند کرنے سے پرہیز نہیں کیا۔ بنا بریں ہمیں یہ ماننے بغیر چارہ نہیں، کہ آدم کی نسل کا عراق عرب وغیرہ ممالک مذکورہ بائیبل سے باہر جانا قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ پس یہ بات بھی بلا ثبوت رہ گئی کہ آدم تمام نسلِ انسانی کا جدِ ہے۔

اب جبکہ ہم خدا تعالےٰ کے فضل محض سے عقلی اور نقلی دلائل سے بخوبی اِس امر کو ثابت کر چکے ہیں کہ اہلِ کفارہ کا یہ دعویٰ کہ ہم سب "آدم" کی اولاد ہیں قطعاً غلط ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی عیسائی صاحب ہمارے سامنے بائیبل وغیرہ کے بعض حوالے پیش کر کے یہ استنباط فرما دیں کہ دراصل ہم "آدم" ہی کی اولاد ہیں۔ سو جہاں تک بائیبل کا تعلق ہے ہم ایسے سب اصحاب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم جو کہ موجودہ بائیبل پر ایمان نہیں رکھتے، ہمارے سامنے اس کے بعض ٹکڑے پیش کرنا اور اس سے دلیل پکڑنا بے معنی ہے۔ بیشک اگر ہم اہلِ بائیبل کے عقائد کے خلاف بائیبل سے کچھ پیش کریں تو چونکہ وہ اسکے معتقد ہیں اس لئے یہ ان پر حجت ہوگی مسلّماتِ خصم ہر صورت میں خصم کے لئے قابلِ قبول ہیں۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔ پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ جبکہ ہم نے خود بائیبل سے ایسے حوالے تلاش کر کے ان کی خدمت میں پیش کر دیئے جن کی رُو سے وہ مُشکر جو کہ وہ بائیبل کی معقولات کے ساتھ تجویز کرتے تھے ٹل گئی تو انہیں ہمارا مشکور ہونا چاہیئے اور بائیبل کی اس تشریح کو بلا تامّل قبول کر لینا چاہیئے۔ جو کہ عقل کے مطابق ہے۔ اور ایسے حوالہ جات جو کہ عقل اور بائیبل کے بعض کے مخالف ہیں عرض

بقیہ حاشیہ صنہ۲۰ | قرب وجوار ہی میں کثرت سے موجود تھے۔ پس دُور دراز ممالک کیطرف انہوں نے اسی وقت رجوع کیا ہوگا جبکہ ان کی آبادی بہت بڑھ گئی ہوگی اور یہ اگر ایک ہزار سال کے قلیل عرصہ میں ہونا بھی قبول کر لیا جائے، پھر بھی ماننا پڑتا ہے کہ پہلی پانچ کتب (کتبِ موسیٰ) کی تصنیف کے وقت ابنائے نوح اگر دُور دراز ممالک کی طرف ہجرت کر بھی گئے تھے تو یہ واقعہ ابھی بالکل تازہ تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اِس بات کا ذکر تو آجاتا ہے کہ نوح کی کشتی پر دو دو جوڑے تھے یا سات سات لیکن نہیں آتا تو اس بات کا کوئی ذکر نہیں آتا۔ کہ فلاں فلاں لوگ ہجرت کر کے ایک نئی دُنیا کی طرف چلے گئے۔ کیا اس پیہم سکوت سے یہ ثبوت نہیں ملتا کہ دراصل نوح کے بیٹوں سے ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہی نہیں جب بائیبل ابنائے آدم کے تمام دُنیا میں پھیلنے کے کسی واقعہ کا ذکر ہی نہیں کرتی۔ تو کیونکر یہ قبول کر لیا جائے کہ اسکو یہ دعویٰ بھی ہے کہ تمام دُنیا کی نسلیں آدم ہی کی ذریت ہیں ؛

کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی عقلمند اور صحیح الدماغ شخص اس کتاب پر ایمان نہیں رکھ سکتا جو کہ کبھی کچھ کہہ جاتی ہے اور کبھی کچھ۔ پس یہ کہنا کہ بائبل میں دو مختلف قسم کے بیان ہیں، دراصل نادان دوستی ہے جس سے کہ اسکی ہیکلنی کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں۔ یاد رکھنا چاہئیے کہ جب کسی کتاب میں دو مختلف اور متضاد بیانات پائے جائیں تو اسکا حل سوائے اسکے کوئی نہیں کہ یا تو ایک بیان کو دوسرے کے تابع کرکے اسکی تشریح کردیجائے یا پھر ایک کو الحاقی قرار دیکر رد کردیا جائے اور دوسرے کو قبول کرلیا جائے۔ اور سمجھ لیا جائے کہ وہ بیان جو عقل کے خلاف ہے غلط ہے اور دوسرا صحیح۔ اور یا پھر یہ خیال کرکے کہ جو شخص کہ کبھی کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ اسکی کوئی بات بھی قابلِ اعتبار نہیں، دونو کو ساقط الاعتبار قرار دیدیا جائے۔ پس اس اعتبار سے ہمیں تمام وہ بیانات جو کہ یہ بتلاتے ہیں کہ ہم سب "آدم" کی نسل سے ہیں جو کہ آج سے چھ ہزار سال پہلے ہوا ٹھکرا دینے پڑتے ہیں، کیونکہ وہ صریحاً عقل کے خلاف ہیں۔

سو عیسائی صاحبان کو آزادی ہے کہ خواہ تو وہ یہ خیال فرما کر کہ بائبل کے بیانات مختلف اور نقیض ہیں اسے کلیۃً ترک کردیں اور خواہ اسکے اس بیان کو قبول کرلیں کہ جو عقل کے مطابق ہے۔ اور دوسرے بیان کو یا تو رد کردیں اور یا اسکے تابع کرکے اسکی تاویل کرلیں۔

اس تمہید کے بعد ہم ذیل میں بعض ایسے دلائل پر جو کہ "آدم" ابو قابیل کے نسلِ انسانی کے باپ ہونے کے بارہ میں اہلِ کفارہ اپنی تائید میں پیش کرسکتے ہیں "قولہ، اقول" کی صورت میں بحث کرتے ہیں۔

۱۔ قولہ:۔ پیدائش ۲/۲۱ میں جو ذکر ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آدم اکیلا پیدا ہوا پھر اس کی پسلی سے حوا نکالی گئی۔ وغیرہ۔

اقول:۔ جاننا چاہیئے کہ بائبل کے اختلافات کے ہم ذمہ وار نہیں۔ بائبل میں اس قدر تناقضات ہیں اور بعض مقامات پر وہ اس قدر قریب قریب واقع ہوئے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اور اُسے علیم خدا کا کلام قرار دے سکتا ہے، اور نہ معقول انسان کا۔ بیشک انسان کے کلام میں نسیان کی وجہ سے تناقض پیدا ہوسکتا ہے مگر ایسے کلام میں جو کہ ایک ہی سلسلہ میں کیا گیا ہو مطلق مبہم تناقضات ورنہ تطبیق بیانات کا پایا جانا نسیان نہیں بلکہ ہذیان ہے۔ چنانچہ اسکی بے شمار مثالوں میں سے ایک مثال بطور مشتے از خروارے ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

پیدائش ۶/۱۹ میں طوفانِ نوح کے بارے میں خدا تعالےٰ نوح سے فرماتا ہے:۔

"جانوروں کی ہر قسم میں سے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے لینا جو نر و مادہ ہوں"

لیکن اس سے چار آیتوں کے بعد لکھا ہے:۔ "کل پاک جانوروں میں سے سات سات نر و مادہ

مادہ اور اُن میں سے جو پاک نہیں ہیں دو دو نر اور اُن کی مادہ اپنے ساتھ لے لینا۔ اور ہوا کے پرندوں میں سے بھی سات سات نر اور مادہ اپنے ساتھ لینا۔" (پیدائش ۷/۲-۳)

لیکن اگلی چار آیتوں کے بعد مذکورہ بالا دونوں باتوں کے برعکس لکھا ہے :-

"اور پاک جانوروں میں سے اور ان جانوروں میں سے جو پاک نہیں اور پرندوں میں سے اور زمین پر کے ہر رینگنے والے جاندار میں سے دو دو نر اور مادہ کشتی میں نوح کے پاس گئے جیسا خدا نے نوح کو حکم دیا تھا۔" (پیدائش ۷/۸-۹)

پھر ہم کہتے ہیں کہ اور تو اور خود آدم کے ذکر ہی میں "پیدائش" میں اس قدر زبردست اختلاف ہے کہ جو بیان پہلے باب میں ہے دوسرے میں اسکے بالکل اُلٹ[1] ہے۔ چنانچہ پہلے باب میں لکھا ہے کہ پہلے پرندے اور جانور وغیرہ پیدا کئے اور اسکے بعد آدم پیدا کیا۔ مگر باب دوم میں لکھا ہے کہ پہلے آدم پیدا کیا اور بعد میں جانور اور پرندے پیدا کئے۔ اسی طرح باب اوّل سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتداءً انسان ایک دو سے زیادہ پیدا کئے گئے۔ اور زن و مرد پیدا کئے گئے۔ مگر باب دوم سے پایا جاتا ہے کہ پہلے "آدم" اکیلا پیدا کیا گیا اور پھر اسکی بیوی اسکی پسلی سے نکالی گئی۔

پس جب بائیبل کا یہ حال ہے تو اسکے اختلافات کو ہمارے سامنے جو کہ اسکو نہیں مانتے پیش کرنا بے معنی ہے۔ البتہ ہم پیدائش آدم کے دو مختلف بیانات میں تطبیق کی یہ صورت پاتے ہیں کہ دوسرے باب کے بیان کو ایک دوسرے آدم کا بیان سمجھا جائے۔ یعنی اُس آدم کا کہ جسکی نسل سے نوح اور ابراہیم پیدا ہوئے۔ اور وہ سلسلہ چلا جس کا کہ بائیبل میں ذکر ہے۔

۲۔ قولہٗ :- پیدائش ۹/۱۹ کے الفاظ :- "یہی تینوں نوح کے بیٹے تھے اور انہی کی نسل تمام روئے زمین پر پھیلی"۔ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سب بنی نوع انسان آدم ہی کی نسل ہیں۔

اقول :- "پیدائش" عام طور پر حضرت موسےٰ کی پنج کتب میں سے پہلی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ پس اگر "پیدائش" کے اس بیان کے کہ "انہی کی نسل تمام رُوئے زمین پر پھیلی" یہ معنے لئے جاویں، کہ

[1] یہی وجہ ہے کہ محققین نے ان دونو ابواب کے مصنف دو مختلف اشخاص مانے ہیں۔ اور اس بارے میں بشپ صاحب آف لاہور بھی ہمارے ہمنوا ہیں (ملاحظہ ہو انکی چٹھی جو ہم نے اسی مضمون میں کسی دوسری جگہ درج کی ہے) نیز ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف Religion & Ethics زیر عنوان آدم ص۸۵ و دیباچہ تفسیر بائیبل مصنفہ جے۔ آر۔ ڈمیلو (ترجمہ اُردو ص۲۰) جہاں کہ ہر دو بیانات کے اختلاف کو بھی تسلیم کیا گیا ہے ÷

تمام کرۂ ارض کی قومیں نوح ہی کی نسل سے چلیں تو لازماً یہ ماننا پڑیگا کہ اس آیت کی تصنیف کے وقت نسلِ انسانی تمام روئے زمین پر پھیل چکی تھی۔ اور حضرت موسیٰ آج سے ۱۹۴۳ + ۱۳۰۰ = ۳۲۴۳ برس پہلے ہوئے تھے گویا کم از کم آج سے ۳۲۴۳ برس پہلے نسلِ انسانی صرف نوح کے تین بیٹوں سے تمام روئے زمین پر پھیل چکی تھی۔

اب طوفانِ نوح (جسکے بعد کہ نوح کے بیٹوں کی نسل چلی) آج سے ۴۳۵۲ برس پہلے آیا اور نسلِ آدم (مطابق اس تشریح کے) آج سے ۳۲۴۳ برس پہلے تمام روئے زمین پر پھیل چکی تھی۔ پس ماننا پڑا کہ یہ ساری افزائش و وسعت زیادہ سے زیادہ محض ۴۳۵۲ - ۳۲۴۳ = ۱۱۰۹ برس کے عرصہ میں ہوئی۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ کیسے ہو گیا کہ صرف نوح کے تین بیٹوں کی نسل ان کی ایک ایک بیوی سے محض ۱۱۰۹ برس کے عرصہ میں اسقدر بے حد و حساب بڑھی کہ باوجود وسائل کی قلت، سفر کی دقت اور فاصلہ کی کثرت کے تمام روئے زمین پر پھیل گئی۔ یقیناً انکی بڑھوتی کے طور و طریقے اور اعداد و شمار انسانی وہم و گمان کے احاطہ سے باہر ہونگے۔ کیونکہ معمولی غیر معمولی افزائش کو سمانے کیلئے تو ان کے قریب ہی ایسے ذرخیز ممالک تھے کہ جن میں وہ آسانی سے پھیل سکتے تھے۔ پھر ایسے لمبے اور کٹھن سفر جن میں ناپیدا کنار سمندر، بے پایاں صحرا اور ناگذر جنگلات قطع کر کے وہ لوگ دور دراز قطعاتِ ارض میں جا بسے بلا وجہ نہیں ہو سکتے۔ اور اس کی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اس قدر بڑھ گئے کہ کنعان اور شام اور نواح کے ممالک اُن کیلئے کافی نہ رہے[1]۔ اب رہا یہ سوال کہ یہ کیونکر ہوا، سو اس کا جواب ہمارے احاطۂ دلیل سے باہر ہے سوائے اس کے کہ یہاں "روئے زمین" سے صرف ممالکِ اسرائیل مراد لئے جاویں۔ اور یہی بات عقل کے مطابق معلوم ہوتی ہے۔ اور خود بائبل نے بھی "روئے زمین" کا لفظ زمین کے بعض حصوں کیلئے استعمال کیا ہے[2]۔

[1] انسانیات (Ethnology) کے علماء کا بنیادی اصول یہ ہے کہ کوئی قوم اشد مجبوری کے علاوہ اپنے وطن کو چھوڑ کر ہجرت نہیں کرتی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو (Griffith Taylor) کی کتاب —— (Environment Race & Migration ص ۶۵)

[2] ملاحظہ ہو: ۱۔ "اور ٹڈیاں سارے ممالکِ مصر پر چھا گئیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انہوں نے تمام روئے زمین کو ڈھانک لیا۔ ایسا کہ ملک میں اندھیرا ہو گیا" (خروج ۱۰: ۱۴، ۱۵)

۲۔ "جب شاہِ بابل نبوکدنضر اور اس کی تمام فوج اور روئے زمین کی تمام سلطنتیں جو اس کی فرمانروائی میں تھیں۔ اور سب اقوام یروشلم اور اس کی سب بستیوں کے خلاف جنگ کر رہی تھیں۔ تب خداوند کا یہ حکم یرمیاہ نبی پر نازل ہوا۔" (یرمیاہ ۳۴)

۳۔ قولہٗ :۔ بیشک دُنیا میں آدم سے پہلے بھی اور لوگ تھے اور اور نسلیں تھیں لیکن نوح کے طوفان میں سب غرق ہوگئے اور اسکے بعد صرف گنہگار آدم کی نسل نوح کے فرزندوں کے ذریعہ سے چلی۔

اقول :۔ (۱) یاد رکھنا چاہئے کہ بائبل کے بیان کے مطابق طوفانِ نوح لوگوں کی بدکرداریوں اور بے عنوانیوں کیوجہ سے آیا تھا۔ پس اس طوفان میں ان نسلوں کا مٹ جانا جو کہ ابنائے "آدم" کیطرح گناہ کو اپنی سرشت میں لیکر نہیں آئے تھے کسی طرح قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ انکو زندہ رکھنا تو ضروری تھا تا کہ خواہ مخواہ خدا تعالیٰ کو اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی چڑھانی نہ پڑتی۔ (۲) ماسوائے اسکے عقل اور تاریخ اور سائنس اس خیال کو سراسر دھکے دیتے ہیں کہ طوفانِ نوح تمام دُنیا میں آیا اور اس سے تمام نسلیں مٹا ڈالی گئیں۔

مشہور مؤرخ H. G. Wells کا خیال اسطرف مائل ہے کہ جبرالٹر پہلے پہل افریقہ کیساتھ ملحق تھا اور اسکے اوپر کیطرف بحر اوقیانوس کا سمندر تھا۔ لیکن وہ جگہ جو کہ آجکل بحیرہ روم کہلاتی ہے خالی پڑی تھی۔ آہستہ آہستہ پانی نے اس باریک ٹکڑے کو جو جبرالٹر کو افریقہ سے ملحق کرتا تھا کاٹ ڈالا جسکے نتیجہ میں بحر اوقیانوس کا پانی نیچے کیطرف اُمڈ آیا اور چونکہ آرمینیا وغیرہ کا علاقہ نشیب کا علاقہ ہے اسلئے یہ سارا علاقہ پانی سے بھر گیا اور آب زدہ ہوگیا (دیکھو A Short History of the World ch. 14, 17 ۔ پنگین ایڈیشن ص۵۳، ۶۵)

(۳) تمام دُنیا میں سیلاب کا آنا اور اس کا صرف ایک سال کے عرصہ میں خشک ہوجانا ایک ایسا مضحکہ خیز بیان ہے کہ کوئی عقلِ سلیم اس کو قبول نہیں کر سکتی۔ معمولی بارشوں سے اکٹھا ہوا ہوا پانی دو تین ماہ میں سوکھتا ہے۔ پھر تمام دُنیا کا سیلاب کس طرح ایک سال میں خشک ہوگیا۔

(۴) خود بائبل کے یہ الفاظ کہ "ہر جاندار شے جو روئے زمین پر تھی" (پیدائش ۷/۲۲) اور کہ "تمام روئے زمین پر پانی تھا" (پیدائش ۸/۹) قطعی طور پر یہ دعوےٰ پیش نہیں کرتے کہ واقعی ساری زمین پر طوفان آگیا تھا۔ کیونکہ "روئے زمین" کا لفظ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں، بائبل میں زمین کے بعض ٹکڑوں کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔

پس جب خود بائبل سے ہی یہ ثابت نہیں کہ طوفان عالمگیر تھا۔ تو یہ دلیل جو کہ اس دعوےٰ پر مبنی ہے خود بخود باطل ہوگئی۔

(۵) طوفانِ نوح کے لوکل (Local) مقامی ہونے کے بارہ میں عیسائیوں کے سب سے بڑے پادری یعنی جناب لشپ صاحب آف لاہور بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ چنانچہ جب ہم نے اس بارہ میں آپ سے استفسار کیا تو آپ نے ہمارے خط پر ہی مندرجہ ذیل جواب لکھکر ارسال فرما دیا۔ یہ جواب اُن کا قلمی ہے اور ہمارے پاس محفوظ ہے۔

Dear Sir

I think it is obvious from research (Geographical and Scientific) that the flood described in genesis was probably local. I am not myself a fundamentalist in biblical interpretation.

4/6/43.

Yours Sincerely.

sd: George, Lahore

۴۔ **قولہٗ** :۔ بعض تاریخی شواہد اِس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں، کہ ابنائے نوح مختلف ممالک میں ہجرت کر گئے۔ جیسا کہ طوفانِ نوح کے مشابہ روایات کا مختلف اقوام کی تاریخ میں پایا جانا۔ پس معلوم ہُوا، کہ تمام دُنیا نوح ہی کی نسل سے ہے ؟

اقول :۔ (۱) اگر ہم مان بھی لیں کہ اِن روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے، کہ نوح کی نسل مختلف ممالک میں پھیل گئی تو بھی یہ ماننا پڑیگا کہ وہ "نوح" ہرگز وہی "نوح" نہ تھا کہ جو آج سے چار ہزار برس قبل ہُوا ہے اور جس کی نسل کہ ۹۰۰ برس کی قلیل مُدت میں تمام اکناف و اطرافِ عالم میں پھیلی تسلیم کیجاتی ہے۔ بلکہ وہ اس سے بہت پہلے کا کوئی اور شخص ہے۔

(۲) نوح کی نسل کے دُنیا کے مختلف خطوں میں پھیل جانے سے یہ کس طرح ثابت ہوگیا کہ سب دُنیا نوح ہی کی اولاد ہے۔ کیا آریہ لوگوں کے ہندوستان میں ہجرت کر آنے سے اور ہندوستان کے اصلی لوگوں کا اُنکی روایات کو قبول کر لینے سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ سب ہندوستانی آریہ ہیں ؟

۵۔ **قولہٗ** :۔ رومیوں میں لکھا ہے :۔

"جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دُنیا میں آیا۔ اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیلگئی اسلئے کہ سب نے گناہ کیا" (۵/۱۲)

اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب "آدم" کی اولاد ہیں ؟

اقول :۔ ہم پولوس کے خیال کے قطعاً ذمہ وار نہیں۔ وہ تو گناہ کا بانی مبانی ہے۔ پس اگر وہ یہ نہ کہے تو اور کون کہیگا، کہ ہم سب آدم کی نسل ہیں اور آدم نے گناہ کیا اور اسلیئے ہم سب گنہگار ہو گئے۔ سوال تو یہ ہے کہ پولس نے یہ نکتہ کہاں سے حاصل کر لیا کہ ہم سب آدم کی اولاد ہیں جبکہ خود عہدنامہ قدیم سے یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے۔

اگر اسی کا نام دلیل ہے، کہ ایک واقعہ کے چار ہزار برس بعد کچھ لکھ دیا جائے تو پھر ہر رطب یابس قبول کئے جانیکے لائق ہے۔ پس پولوس کا قول بذات خود کوئی دلیل پیدا نہیں کرتا بلکہ خود دلیل کا محتاج ہے۔

۴۔ قولہٗ:۔ قرآن کی آیت خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (نساء ع) سے ثابت ہے کہ ہم سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں؟

اقول:۔ اس کے جواب میں اول تو ہم یہ کہتے ہیں کہ جس دعویٰ کو خود بائیبل قبول نہیں کرتی اس کا انحصار قرآن پر رکھنا ایک عیسائی کے لئے کسی طرح جائز نہیں ہے۔ قرآن اگر یہ کہے بھی کہ ہم سب ایک آدم کی اولاد ہیں، تو بھی یہ قول عیسائیوں کے کسی کام نہیں آسکتا جب تک کہ بائیبل اس بات کی تردید سے باز نہ آجائے کہ ہم سب ایک آدم کی اولاد ہیں۔ کیونکہ عیسائیوں کے لئے تو قابل قبول بائیبل ہے نہ کہ قرآن۔ قرآن کو تو وہ الزامی طور پر اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرسکتے ہیں۔ مگر جب خود دعویٰ ہی انکی کتاب کے ضمن سے خارج ہوگیا ہو تو اس کی تائید کے معنی ہی کیا ہوئے۔ اور یہ کہنا کہ قرآن کے مطابق ہم سب اُسی "آدم" کی اولاد ہیں جس نے کہ شجرہ ممنوعہ کا پھل کھایا ایک ناپاک جھوٹ ہے۔ قرآن مجید تو صاف فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (اعراف ع)

"اور تحقیق (پہلے) ہم نے پیدا کیا تمکو (ہر جگہ صیغہ جمع کا استعمال ہوا ہے نہ کہ تثنیہ کا) پھر اسکے بعد ہم نے تمہیں گروہوں میں ترتیب دیا (یعنی ایک ابتدائی نظام کی صورت پیدا کی) پھر اسکے بعد (ثُمَّ) ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کی تابعداری کرو۔ پس سوائے ابلیس کے سب نے اس کی تابعداری کی۔"

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا (بقرہ ع)

"کہا ہمنے کہ نکلجاؤ اس جگہ سے تم جماعت کی جماعت"

پس قرآن تو واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ پہلے انسانی تخلیق ہوئی، پھر ان میں ابتدائی قسم کی تنظیم کی صورت پیدا کی گئی یعنی ان کو قبائل اور گروہوں میں منضبط کیا اور اسکے بعد آدم کو بطور تہذیب جدید کے بانی کے کھڑا کیا گیا۔ اور چونکہ اسکو خلافت یعنی نبوت کے مقام پر کھڑا کیا گیا تھا (اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً بقرہ ع) اسلئے سب نیک طاقتوں کو اُس کی خدمت کے لئے مامور کردیا گیا۔ اور سب ان لوگوں نے جو کہ فرشتوں کی ہدایتوں کو قبول کرتے تھے آدم کی اطاعت کی (فَسَجَدُوْا) مگر نہ کی تو ابلیس نے یا ان لوگوں نے جو اسکے دھوکہ میں آگئے۔ اور لَاُغْوِيَنَّهُمْ کے جال میں پھنس گئے۔ اور ابلیس نے اپنے یاروں کی مدد سے آدم کو ایسا تنگ کیا کہ خداتعالےٰ نے آخر ان کو ہجرت کا حکم دیا اور کہا اِهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا تم سب کے

سب اِس جگہ کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔

رہی خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ والی آیت ، سو اس سے اگر یہی مراد لی جائے کہ ہم سب ایک انسان کی اولاد ہیں ، تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ انسان وہی آدم تھا ، کہ جس نے شجرہ ممنوعہ کا پھل کھایا بلکہ اس آدم کے متعلق تو ہم ابھی ابھی دیکھ چکے ہیں ، کہ مطابق قرآن وہ انسانی تخلیق کے بعد کم از کم ایک دَور چھوڑ کر تیسرے دَور میں پیدا ہوا ہے۔

دراصل آیت خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ کے معنے دو طرح سے ہیں ۔ اور وہ دونو معنی اِس کے علیم کل کی طرف سے ہونیکا زبردست ثبوت ہیں ۔

اگر تو اس کے معنے انفرادی تخلیق کے اعتبار سے کئے جائیں تو یہ ہونگے کہ ہم نے تم میں سے ہر ایک کو نفس واحدہ سے پیدا کیا ۔ اور یہ معنی بالکل سائنس کے مطابق ہیں ۔ بلکہ قرآن نے آج سے تیرہ سو برس پہلے وہ مسئلہ بیان کر دیا جسے کہ سائنس نے اب آکر بیان کیا ہے ۔ کہ انسانی منی میں ہزاروں چھوٹے چھوٹے کیڑے ہوتے ہیں جن کو سپرمیٹوزا کہتے ہیں ۔ اور ان میں سے صرف ایک رحم مادر میں جا کر بچہ بنتا ہے ۔ یعنی خلقتِ انسانی نفس واحدہ ہی سے ہوتی ہے ۔

اور اگر اس آیت کے معنے نسل انسانی کے اعتبار سے کئے جائیں تو نفس نکرہ لیا جائیگا ۔ اور من جنسیہ اور معنے یہ ہوں گے کہ ہم نے تم سب کو ایک ہی جنس یعنی ایک ہی سٹاک (stock) سے پیدا کیا ہے ۔ اور یوں نہیں ہوا کہ تم پہلے Monocell تھے اور پھر ترقی کرتے کرتے بندر بنے اور پھر بندر سے انسان بنے ۔ بلکہ تمہارا نفس شروع ہی سے وہی تھا جو اب ہے ۔ یعنی نفس انسانی ان معنوں کی رُو سے بھی قرآن کی صداقت پر بیضا کی طرح چمکتی ہے ۔ سائینسدان ایک عرصہ تک ڈارون کی تھیوری کے اثر کے ماتحت رہنے کے بعد اب عین اسی نظریہ کی طرف واپس آرہے ہیں ، جو کہ قرآن نے سینکڑوں برس پہلے بیان کر دیا تھا ۔ کہ دراصل انسان ایک stock سے پیدا ہوا ہے ۔ اور آخر کار سائنس کو قرآن کے آگے جھکنا پڑا ۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ آیت Monogenesis theory کے مقابلہ میں Polygenesis theory کو رد کرتی ہے ۔ اور اگرچہ اکثر سائینسدان ایک عرصہ تک Polygenesis تھیوری کے قائل رہے ، لیکن اب ان میں سے شاید ہی کوئی ہو جو اس کا قائل رہا ہو۔

ع ۔ قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے

۷ ۔ **قولہ :**۔ آیہ اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم سے پہلے انسان نہیں تھے ۔ ورنہ ان کو بغیر ماں باپ کے کیوں پیدا کیا ؟

اقول :- (۱) اس طرزِ استدلال سے تو ماننا پڑیگا کہ مسیحؑ سے پہلے باپ نہیں تھے۔ ورنہ انہیں بن باپ کیوں پیدا کیا گیا۔
(۲) بائیبل میں ملک صدق سالم کے متعلق جو کہ ابراہیمؑ کے زمانہ کا ایک بادشاہ تھا۔ (پیدائش ۱۴) آتا ہے :-

"یہ بے ماں، بے باپ، بے نسب نامہ ہے۔ نہ اس کی عمر کا شروع اور نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔"[1] (عبرانیوں ۷)

پس ماننا پڑا کہ بے ماں باپ ہونا نسلِ انسانی کے اب ہونیکی دلیل نہیں۔ کیونکہ اگرچہ ملک سلم کتنا بھی قدیم ہو۔ پھر بھی ابراہیم کا نسب اِس سے جُدا تھا۔ (عبرانیوں ۷) اور ابراہیم اس کی اولاد میں سے نہ تھا۔

[1] ہم نے سُنا ہے کہ بعض لوگ عبرانیوں ۷ کی عبارت "اس لئے کہ جس وقت ملک صدق نے ابرہام کا استقبال کیا تھا وہ اس وقت تک اپنے باپ کی صلب میں تھا" سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ اِس جگہ ملک صدق سالم کا باپ کی صُلب میں ہونا بیان ہوتا ہے اس لئے یہ ثابت ہوا کہ اُنکا بے ماں باپ ہونا استعارہ کے معنے میں تھا۔ سو واضح ہو کہ مکمل عبارت دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں "وہ" میں اشارہ ملک صدق سلم کیطرف نہیں بلکہ "لاوی" کیطرف ہے۔ چنانچہ مکمل عبارت اس طرح ہے :-
"پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ لاوی نے بھی جو دہ یکی لیتا ہے ابرہام کے ذریعہ سے دہ یکی دی۔ اس لئے کہ جس وقت ملک صدق نے ابرہام کا استقبال کیا تھا وہ اسوقت اپنے باپ کی صلب میں تھا۔"
مکمل وضاحت کے لئے ہم انگریزی عبارت بھی درج کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جس سے کہ معنے بالکل واضح ہو جاتے ہیں :-

And as I may so say, Levi also, who receiveth tithes, payed tithes in Abraham. For he was yet in the loins of his father, when Melchisedec met him.

اگر اسجگہ "وہ" سے مراد ملک صدق سلم لیا جائے تو کوئی معنے نہیں بنتے۔ کیونکہ استقبال کے وقت صدق سلم صُلبِ پدر میں نہ تھا بلکہ بادشاہ تھا۔ (پیدائش ۱۴۔ عبرانیوں ۷) البتہ اگر اس سے مراد لاوی لیا جاوے تو معنے سیدھے اور صاف بنتے ہیں کہ لاوی نے ابراہیم کے ذریعہ دہ یکی دی اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ ابراہیم نے جب دہ یکی دی تو

(۳) اگر بے ماں باپ سے نسل انسانی کا جد ہونا فرض کر بھی لیا جائے تو ماننا پڑا کہ نسل انسانی کے دو باپ تھے۔ ایک آدم اور دوسرا ملک صدق سالم۔ پس اس بات کے لئے کوئی ثبوت نہیں رہا کہ تمام لوگ بوجہ آدم کی اولاد ہونے کے موروثی گناہ کا شکار ہیں۔

(۴) اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ اس آیت میں جس آدم کا ذکر ہے وہ وہی آدم تھا جس کا کہ شجرہ ممنوعہ کا پھل کھانا بیان ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ آیت وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ آدم پہلا انسان نہ تھا۔ بیشک یہ آدم بہت پہلے کا ہے۔ اور ممکن ہے کہ قدیم ترین ہی ہو۔ لیکن وہ آدم جس نے شجرہ ممنوعہ کو چکھا صرف ابو النوع ہے (تحفہ گولڑویہ ص۱۵۱) یعنی انسانی جنس کی بعض شاخیں اُس سے نکلی ہیں۔ اور بس۔

آدموں کی کثرت کے متعلق جہاں قرآن مجید سے واضح ثبوت ملتا ہے وہاں کئی احادیث اور اقوال ائمہ سے بھی ایسے ثبوت ملتے ہیں جو کہ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں چنانچہ امامیہ کی روایات میں ایک روایت ہے۔ ان اللہ تعالیٰ خلق قبل ابینا ادم ثلثین ادم بین کل ادم وادم الف سنۃ وان الدنیا بقیت خراباً بعدھم خمسین الف سنۃ ثم عمرت خمسین الف سنۃ ثم خلق ابینا ادم علیہ السلام (یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے (۴۴۹) باپ آدم سے پہلے تیس آدم پیدا کئے۔ ہر ایک آدم اور آدم کے درمیان ایک ہزار سال گذرے اور ان کے بعد دُنیا پچاس ہزار سال ویران رہی۔ پھر پچاس ہزار سال تک آباد ہوئی۔ پھر ہمارے جد امجد آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور محمد بن علی الباقر سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا قد انقضی قبل ادم الذی ھو ابونا الف الف ادم واکثر۔ اس آدم کے پہلے جو

بقیہ حاشیہ ص۲۹ لاوی جو کہ ابراہیم کی اولاد میں سے ہے اُس وقت ابراہیم کی صُلب میں تھا۔ پس اس نے ابراہیم کے ذریعہ سے وہ یکی دی۔

اس معاملہ میں عیسائی صاحبان کو کوئی جائے گریز نہیں کیونکہ اول تو ۶ کے الفاظ ایسے واضح ہیں کہ انہیں کوئی ابہام اور ایہام پایا نہیں جاتا اور دوسرے ۶ کے الفاظ کو توڑ کر اُن سے معنے نکالنے سے عبارت بے معنی ہو جاتی ہے۔

اور یہ کہنا کہ ۶ میں لکھا ہے کہ ملک صدق سلم کا نسب ابراہیم سے جُدا ہے۔ پس اس کا نسب ضرور ہوا۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں جُدا کے یہ معنے ہیں کہ اسکا وہ نسب نہیں جو ابراہیم کا ہے۔ اور اختلاف اس طرح سے ہے کہ ایک کا نسب ہے اور دوسرے کا نہیں۔ انگریزی عبارت سے معنے بالکل صاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"But he whose descent, is not counted from them."

ہمارے باپ ہیں دس لاکھ آدم یا اس سے بھی زیادہ پیدا ہوتے۔ اور شیخ اکبرؒ نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ ہمارے آدم سے چالیس ہزار سال پہلے ایک اور آدم تھے۔" (بیان القرآن ص۲۴۹ تا ۲۵۱)

"حضرت محی الدین ابن عربی المعروف شیخ اکبر اپنی کتاب فتوحات مکیہ کے باب ۳۹۰ میں پیدائش عالم کے متعلق ایک مضمون لکھتے ہیں جس کا خلاصہ ترجمہ اردو ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

ایک بار میں نے نیم خوابی کی حالت میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ساتھ جنہیں میں نہیں پہچانتا خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ ان میں سے ایک نے دو بیت پڑھے۔ ایک تو مجھے بھول گیا ہے اور جو یاد رہا ہے وہ یہ ہے ؎

لقد طفنا کما طفتم سنینا ٭ بھذا البیت طرا اجمعینا

ترجمہ:۔ سالہائے دراز ہم سب ایک اس گھر کا طواف کرتے رہے جیسا کہ تم طواف کرتے ہو۔ ان میں سے ایک نے مجھے ایک ایسے نام سے پکارا جسکو میں نہیں پہچانتا۔ پھر مجھے اُسنے کہا میں تمہارے اجداد قدیم میں سے ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو مرے ہوئے کتنی مدت ہوئی۔ کہا چالیس ہزار دو سو اسی برس۔ میں نے کہا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو اتنی مدت نہیں ہوئی۔ اس نے کہا تم کس آدم کی بابت پوچھتے ہو۔ یہ آدم جو تم سے قریب گذرے ہیں یا دوسرے آدم۔ اس پر مجھے وہ حدیث یاد آئی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے انّ اللہ خلق مائۃ الف آدم۔ ترجمہ: یعنی خدا تعالےٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے ہیں۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ شخص انہی اجداد میں سے ہوگا۔"

(اسرار شریعت ب۳ ص۲۰۱ تا ۲۰۲)

"باب ۳۶۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں ایک بار خواب میں حضرت ادریسؑ سے ملا۔ اور میں نے کہا کہ ایک شخص کو میں نے طواف کعبہ میں اس طرح پر دیکھا اور اس کے بعد سارا قصہ سنایا۔ حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ اس شخص نے سچ کہا۔ میں پیغمبر ہوں اور میں یہ نہیں جانتا کہ عالم کی ابتداء کب ہوئی۔" (اسرار شریعت ب۳ ص۲۰۲)

اب جبکہ ہم عقلاً اور نقلاً اس بات کو ثابت کر چکے ہیں کہ واقعی "آدم" تمام نسل انسانی کا مُوجد نہیں۔ ہم عیسائی صاحبان کے فائدہ کے لئے اعلان کرتے ہیں کہ ان کے سب سے بڑے پادری یعنی جناب معلی الالقاب جارج ڈنسفورڈ صاحب بشپ آف لاہور بھی اس بات کے مقر ہیں کہ آدم تمام دُنیا کا باپ نہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں جو خط و کتابت ان کی اس عاجز سے اور برادرم

چوہدری محمد نذیر صاحب رئیس ایمن آباد سے ہوئی، وہ ہم من وعن درج ذیل کر دیتے ہیں بشپ صاحب کی ہر دو چٹھیاں جو کہ ان کی قلمی ہیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر عیسائی مشن نے ان کا انکار کیا تو ہم انشاء اللہ ان کا عکس چھپوا دیں گے۔

Mianwali

Dated: 11. 6. 1943.

To

The Right reverend George Dunsford,
C. I. E., O. B. E., V. D., M. A., D. D.,
Bishop of Lahore.

Right Revd: Sir,

Many thanks for your kind reply to my query about the flood of Noah. This encourages me to put you another question.

I personally think that we are not all the sons of one Adam and Eve and I find that the Holy book also supports my view.

In Genesis 1: 27 and 5 : 2 it is stated "Male and female created he them" on making a reference to an Hebrew scholar I have Learnt that the equivalent of "them" in the hebrew script is אותם (Otham). Now according to Hebrew grammar (which is very much like the Arabic one) there should be at least three persons according to the meaning of this word.

Thus the first creation was not confined

to one pair only.

It is requested that you will kindly honour me by giving your opinion on this subject. (There is some other evidence also in the Holy Book to support my contention, but I do not go into its details for fear of wasting your time.)

your most obedient servant
sd: Salah-ud-Din.
E. A. C.

Office of the Bishop of Lahore,
Cathedral Close,
Lahore.
Gilbert House,
Kasauli. Simla Hills.

14. VI. 43.

Dear Sir

Very many thanks for your letter of 11.6.43. I feel sure you are right. I am not myself a fundamentalist in the interpretation of the Holy Bible and I do not therefore regard the Genesis story of Adam and Eve as pure history. No doubt you have already perceived that there are atleast tow writers in Genesis! The one who wrote the 1st Chapter - that wonderful poem (and I am sure you know the

implications of their word, of creation in the first chapter – whom scholars know as "J" because he uses God (Jehovah) when he refers to the Almighty: and the one who wrote the second (from verse 4) and third chapters, known as "Je" because he refers to the Almighty as Lord God. (Jehovah Eloi). Whether by an act of creation in human time or by evolution in millions of years, God almighty is the Creator, the one and only God. I do not think that the manner or mode of creation need concern us too much. Our main task is to ascertion His will and do it.

The enclosed pamphlet was sent to me the other day. I pass it on to you as you may find it interesting.

yours Sincerely.
sd: George, Lahore.

To

The right revd: George Dunsford
Bishop of Lahore

Revd: Sir,

Science explains the first creation of man by the theory of evolution. Christianty and Islam however do not admit this theory. But

it seems very likely, seeing to the general behaviour of nature, that the first creation even though it might not have been the result of evolution, was certainly on a general bases and not confined to one part of the globe only or to one pair alone.

I hope you will very kindly throw some light upon the above subject and oblige.

your most obedient servant.
Sd: Malik Mohd Nazir,
Eminabad, Gujranwala Distt:)

From

The Bishop of Lahore.
Bishopsbourne,
Cathedral Close,
Lahore.

on Tour 24.VIII.43.

My dear Chowdhury Sahib

Many thanks for your letter of August 9th Most educated Christians today believe in biological-evolution. The first chapter of Genesis is a wonderful and beautiful poem. It was never meant to be a Scientific account of creation. It does however teach mankind this supreme lesson - that God is the sole CREATOR of all things, the FIRST PRINCIPLE. If you are in Lahore when I am back from tour do come

and see me. Perhaps I could lend you a useful book which would support you in your belief, which is also my belief

yours Sincerely
sd: George, Lahore.
Bishop of Lahore.

مندرجہ بالا حقائق سے ہر ایک تعصب سے پاک محقق کا دل اس یقین سے بھر جانا ضروری ہے۔ کہ جہاں سائنس، عقل اور تاریخ اِس عقیدہ کو کہ ہم سب آدم کی اولاد ہیں قبول کرنے کے لئے کسی صورت میں بھی تیار نہیں، وہاں خود بائیبل اِس عقیدہ کی تردید کرتی ہے۔ اور بشپ صاحب آف لاہور ہماری تائید کرتے ہیں۔ اب عیسائیوں کے لئے غور طلب امر یہ ہے کہ اُن کے کفارہ کی تو بنیاد ہی اِسبات پہ ہے کہ آدم ساری دُنیا کا اب ہے اور اُس نے گناہ کیا اس لئے اُس کا گناہ وراثتاً تمام نسلِ انسانی میں جاری ہؤا۔ اور ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ "آدم" جس کا گنہگار ہونا بیان کیا جاتا ہے ہرگز ہرگز تمام نسلِ انسانی کا باپ نہیں ہے پس اس کے وسیلہ سے تمام نسلِ انسانی کا گنہگار ہونا بھی جائز نہ رہا۔ اور جب تمام نسلِ انسانی وراثتاً گنہگار نہیں تو مسیح کے کفارہ کی کوئی ضرورت نہ رہی اور اس طرح کفارہ کے محل کی بنیادی اینٹ کے اُکھڑ جانے سے اُس کی تمام عمارت بے بنیاد ہوگئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

وصیت:- وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کیجاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کرے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی)۔
نمبر ۱۶۳۵۷:- منکہ محمد یوسف خورشید ولد منشی محمد ابراہیم صاحب قوم کھوکھر راجپوت پیشہ ملازمت عمرہ ۲ سال بیدائشی احمدی ساکن حلقہ مسجد قصبہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ اپریل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں ہے کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو کہ موجودہ ایام میں -/۵۰ روپے ماہوار ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر جو جائیداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر کو دیتا رہوں گا۔ نیز جو جائیداد پیدا کروں اسکی بھی اطلاع دیتا رہوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔
العبد:- محمد یوسف خورشید فرشت: Sadiens L.A.D. Typist c/o 15.A.D.P.O. 11-7-50
گواہ شد:- خادم محمد ابراہیم والد موصی۔
گواہ شد:- بشیر احمد سیالکوٹی محلہ دار الرحمت قادیان ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر (۷۰) کتابیں

(صرف)

پچیس (۲۵) روپے میں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں ، صرف پچیس (۲۵) روپے میں فروخت ہو رہی ہیں پہلے یہ کتابیں تیس (۳۰) روپے میں فروخت ہوتی تھیں مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں اسلئے قیمت پچیس (۲۵) روپے کر دی گئی ہے بعض کتابوں کے نام یہ ہیں۔

- براہین احمدیہ مکمل
- کتاب البریۃ
- آئینہ کمالات اسلام
- شہادۃ القرآن
- نور القرآن
- ملفوظات
- مسیح ہندوستان میں
- تریاق القلوب
- ایام الصلح
- اربعین ہر چہار حصہ
- نسیم دعوت
- تذکرۃ الشہادتین
- حقیقۃ الوحی
- لجۃ النور

یہ سب کتابیں نئی ہیں آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں!

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ ریویو اردو۔ قادیان۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نایاب کتب کا خزانہ

حیرت انگیز رعایت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل نایاب کتب آپکو صرف ہمارے ہاں سے ہی مل سکتی ہیں۔ صرف چند گنتی کی جلدیں موجود ہیں۔ جلد سے جلد طلب فرماویں۔ ورنہ یہ سنہری موقع پھر ہاتھ نہیں آئیگا۔ جس پتہ پر کتابیں منگوانی مقصود ہوں خواہ بذریعہ ریل یا بذریعہ پوسٹ آفس وہ صاف اور خوشخط لکھا جاوے۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے پیشگی ارسال فرماویں ؟

کرامات الصادقین	عہ	مباحثۃ الحق لدھیانہ	عہ
حمامۃ البشریٰ	عہ	مباحثہ الحق دہلی	عہ
نور الحق ہر دو حصہ	عہ	تحفہ قیصریہ	۶ر
سر الخلافہ	عہ	ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب	۸ر
تحفہ بغداد	۶ر		
مباحثہ جنگ مقدس	عہ	شحنۂ حق	۵ر
انجام آتھم	ہے	آریہ دھرم	۴ر
نور الاسلام	۸ر	آئینہ کمالات اسلام	عہ
سرمہ چشم آریہ	سے	خطبہ عید الفطر	۴ر

اس کے علاوہ ہر قسم کی تبلیغی کتب آرڈر آنے پر روانہ کی جاسکتی ہیں۔ بطور نمونہ چند تبلیغی کتب جن کی قیمت میں حیرت انگیز رعایت کر دی گئی ہے حسب ذیل ہیں :-

تقاضے حضرت مسیح موعودؑ	عہ	کلید القرآن مع لغات القرآن	عہ
رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب	عہ	حمائل معرا خورد	عہ
براہین احمدیہ ریویو مولوی محمد حسین بٹالوی	۵ر	خزینۃ العرفان فی تفسیر القرآن مجلد تفسیر ۲۶½ پارے مکمل ۔	صہ
مقدس چارٹ بصورت کیلنڈر	۱۲ر		
چشمۂ صداقت	۶ر	پارہ الٓمّٓ	۳ر
درثمین مجلد	۶ر	پارہ سیقول	۳ر
مفتاح القرآن (قرآن پاک کی ڈکشنری)	للعہ	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو (بحالت قیام) جرمنی میں تیار شدہ ۔	عہ
تفسیر سروری ۸ پارے مکمل بے جلد	ئے		

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ ریویو اردو قادیان